ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۹ر جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ

۱۳ر ستمبر ۱۹۶۸ء

16/19

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِصِیَامِ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَهْرٍ، وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ ،، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ مجھ کو میرے دوست نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ اور چاشت کی دو رکعت اور سونے سے قبل وتر پڑھنے (کی ہدایت فرمائی ہے) (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَةٌ، فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ، وَیُجْزِئُ مِنْ ذٰلِکَ رَکْعَتَانِ یَرْکَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی کے جوڑوں پر صدقہ صبح کرتا ہے (یعنی واجب ہے) سو ہر ایک بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر بار الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ہر بار لا الٰہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر بار اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا اور روکنا صدقہ ہے اور ان سب کے مقابلہ میں چاشت کی دو رکعت جو پڑھی جائیں کفایت کر جائیں گی۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی اَرْبَعًا وَیَزِیْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ کی چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا زیادہ پڑھ لیتے۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ هَانِئٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهٗ یَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ صَلّٰی ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ وَذٰلِکَ ضُحًی ،، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ وَهٰذَا مُخْتَصَرُ لَفْظِ اِحْدٰی رِوَایَاتِ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ: حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ چنانچہ آپ کو غسل فرماتے ہوئے پایا۔ پھر جب آپ اپنے غسل سے فارغ ہو گئے۔ تو آپ نے آٹھ رکعت (نفل) پڑھے اور یہ ضحیٰ (چاشت) کی نماز تھی (بخاری و مسلم) اور یہ مسلم کی روایت میں سے ایک روایت کے مختصر الفاظ ہیں۔

ف: احادیث مندرجہ بالا سے صلوٰۃ ضحیٰ کی فضیلت ثابت ہے جو کہ اشراق اور چاشت دونوں کو شامل ہے اس لئے یہ نماز چاہے اول ضحیٰ میں پڑھ لی جائے جس کو اشراق کہتے ہیں۔ چاہے آخر ضحیٰ میں جس کو چاشت کہتے ہیں اور چاہے دو رکعت شروع میں۔ اور دو رکعت اخیر میں جیسا کہ آئندہ باب خود اس کی وضاحت کر رہا ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی قَوْمًا یُّصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰی فَقَالَ : اَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِیْ غَیْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : صَلٰوةُ الْاَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ ،، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک قوم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ لوگ جانتے ہیں کہ اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں نماز اس سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی طرف کامل توجہ رکھنے والوں کی نماز کا وقت وہ ہے جب کہ اونٹوں کے بچے گرم ہو جائیں (یعنی آفتاب خوب بلند ہو جائے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : " اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی یُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ " مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کوئی شخص مسجد میں آئے تو بیٹھے نہیں۔ یہاں تک کہ دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھ لے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ : " یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ، فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ : مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِکَ الطُّهُوْرِ مَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ اے بلال رضؓ! مجھ سے اپنے اس عمل کو بتاؤ جو سب سے زیادہ امید افزا ہو۔ اور تم نے اسلام میں اس کو کیا ہو، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔ بلال رضؓ نے عرض کیا۔ کہ میرے پاس اس سے زیادہ کوئی امید افزا عمل نہیں ہے کہ جب بھی میں نے طہارت حاصل کی رات دن کے کسی بھی حصہ میں تو اس طہارت سے میں نے نماز پڑھی۔ جس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور جتنی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقدر کی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴	۱۹ رجمادی الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۶۸ء	شمارہ ۱۹

ڈاکٹر فضل الرحمن کا استعفیٰ

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمن نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا ہے اور ایک سرکاری اعلان کے مطابق حکومت نے ان کا استعفیٰ فوری طور پر منظور کر لیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مرکزی وزیر قانون کے نام اپنے خط میں لکھا ہے کہ "استعفیٰ کی وجہ ان کی انگریزی تصنیف "اسلام" کی زبردست مخالفت ہے جو ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی تھی یہ کتاب ان کے بیان کے مطابق اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں متعین ہونے سے پہلے لکھی گئی تھی اور سراسر ان کے ذاتی خیالات و نظریات کی آئینہ دار ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ مجھے یہ دیکھ کر حد درجہ رنج ہوا ہے کہ بعض لوگ میری تصنیف کو حکومت پر نکتہ چینی کا ذریعہ بنا رہے ہیں اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ کتاب حکومت کے کہنے پر تصنیف کی گئی تھی اور میں یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ میرا ادارہ تحقیقاتِ اسلامی میں اپنے عہدہ پر بدستور قائم رہنا حکومت کی پریشانی کا موجب ہوگا اس لئے میں اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے رہا ہوں"

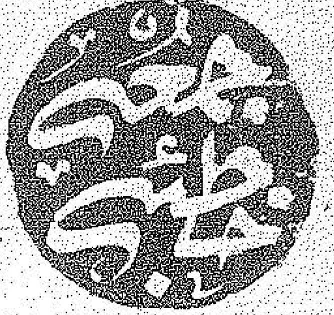
قارئین خدام الدین جانتے ہیں کہ کہ ادارۂ خدام الدین نے ابتداء ہی سے فضل الرحمن کے "اسلام" کے مندرجات کے خلاف آواز اٹھائی تھی اور ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کو "ادارۂ تحریفاتِ اسلامی" کا نام دیا تھا اور حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ادارہ کے سربراہ کو برطرف کر دے اور فضل الرحمن "اسلام" کو ضبط کرلے۔ لیکن حکومت نے اس آواز پر کان نہ دھرے اور بالآخر یہ آواز تحریک کی صورت اختیار کر گئی اور ملک میں چاروں طرف اس تصنیف کے خلاف جذباتِ نفرت بھڑک اٹھے۔ اس کے خلاف ملک گیر ہڑتالیں ہوئیں زبردست احتجاج ہوا اور تمام مکاتیب فکر کے علماء نے کتاب کی ضبطی اور ادارہ کے سربراہ کی برطرفی کا متفقہ مطالبہ کیا ــــ شکر ہے ڈاکٹر فضل الرحمن نے معاملہ کی نزاکت کو بھانپ لیا اور اس سے پیشتر کہ پانی سر سے گزر جائے انہوں نے خود ہی استعفیٰ دے کر قوم کے مطالبے کی ہمنوائی کر دی۔ مگر عوام کا یہ اعتراض اپنی جگہ قائم ہے کہ اگر حکومت کا ایماء شامل نہیں تھا تو حکومت نے ایسے شخص کو جو خلافِ اسلام نظریات و عقائد کا حامل ہے ادارہ کا سربراہ کیوں بنایا اور اگر نادانستہ طور پر ایسا ہو گیا تھا تو اس کے عقائد و نظریات کا علم ہو جانے کے بعد اُسے خود برطرف کیوں نہیں کیا؟ عوام کی نظروں میں یہ چیز ایک معمہ بنی ہوئی ہے۔ اور اس معمہ کا واحد حل یہ ہے کہ حکومت فوراً اس کتاب کی ضبطی کا اعلان کرے اور خرافات کے اس پلندے کو جلانے کا حکم دے تاکہ عوام کے دلوں میں حکومت کا اعتماد بحال ہو ــــ تاہم اس سارے قضیئے میں مضحکہ خیز کردار مرکزی وزیر قانون کا ہے جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کی صفائی میں علماء اسلام کو مناظرہ تک کا چیلنج دے دیا تھا ــــ بہرحال ہمارے خیال میں حکومت کے لئے اب بہترین صورت یہ ہے کہ وہ فوراً ایک حکم کے ذریعے مذکورہ کتاب اور سندھی گاندھی جی ایم سیّد کی تصنیف "جیسا کہ میں نے دیکھا" کی ضبطی کا اعلان کر دے اور مذکورہ کتاب کے نسخے عدالتوں میں یا جہاں جہاں اور جس جس سرکاری لائبریری میں رکھائے گئے ہیں تلف کرا دے۔

علاوہ ازیں ہماری مؤقر حکومت کو جان لینا چاہئے کہ اس کے علاوہ بھی کچھ مسائل ایسے ہیں جو حکومت کے لئے دردِ سر بن سکتے ہیں لہٰذا ان کا تدارک بھی ہونا چاہئے اور اربابِ اقتدار کو سنجیدگی سے ان مسائل کے بارے میں عوام کو مطمئن کرنا چاہئے تاکہ عوام میں ان کا اعتماد بحال ہو سکے۔

عرب لیگ کونسل کا فیصلہ

قاہرہ میں عرب لیگ کونسل کے اجلاس نے ممبر ملکوں سے کہا ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف اردن کو ہر ممکن امداد پہنچائیں کیونکہ اردن پر اسرائیل کے حملہ کا خطرہ ہر لمحہ بڑھ رہا ہے اور اردن جیسے چھوٹے ملک کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ تن تنہا اسرائیل کی طاقت کا مقابلہ کر سکے ــ نیز اجلاس نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ عربوں کے مقبوضہ علاقوں کو ہر قیمت پر اسرائیل سے واپس لیا جائے گا ــ اور اس سلسلے میں کونسل نے عربوں کے بین الاقوامی اتحاد پر زور دیا ــ جہاں تک ان فیصلوں کا تعلق ہے عام حالات میں ان کے مستحسن ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا ــ لیکن اسرائیل جیسے درندہ خو ملک کے مقابلہ میں اس قسم کے فیصلے بودے اور لایعنی معلوم ہوتے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)



۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۶۸ء

مسلمان کی زندگی کا مقصدِ وحید

اور

اس کے حصول کا طریق!

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(س انعام رکوع ۲۰ - پ ۸)

ترجمہ: انہیں کہہ دو بے شک میری نماز اور میری تمام عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اسی کا حکم کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اس آیت میں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے فرمایا گیا ہے کہ آپؐ ان لوگوں سے بتا دیجئے کہ میری عبادت، قربانی، میرا جینا اور زندگی کی ہر حرکت اور میرا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے جو تمام مخلوق کا پیدا کرنے اور پالنے والا ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔ نہ کوئی قوت اور حکومت میں اس کا ساجھی ہے اور نہ اس کی عبادت اور بندگی میں کسی کو شریک کرنا چاہئے۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور اس کے بجا لانے کے لئے سب سے پہلے حاضر ہوں۔

دینِ اسلام

دوسرے الفاظ میں اس آیت میں اسلام کا خلاصہ دیا گیا ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی جڑ توحید ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بندگی، پوجا، قربانی، منت، دعا، نذر و نیاز، عاجزی کا اظہار، نماز، روزہ، خیرخیرات غرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ ہی کی کرنی چاہئے۔ اور ان باتوں میں کسی کو اس کا شریک نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ زندگی کے سارے کام اُسی کے حکم کے مطابق کرنے ہیں، اس کے سوا کسی کی فرمانبرداری نہیں کرنی مگر جس کی فرمانبرداری کا وہ حکم دے اس کی فرمانبرداری کرنا ہے اور اس کے کہنے کے مطابق چلنا ہے اور جس سے وہ روکے اس سے رُک جانا ہے اور یہی دینِ اسلام ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ خدا کے پاک و برگزیدہ اور بے مثل بندہ سیدالمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا جو نصب العین ہے ہم میں سے ہر محمدیؐ کا وہی مقصدِ زندگی ہونا چاہئے۔ یعنی ہم اپنی زندگی کا ہر لمحہ جہاں صرف کریں اس میں رضاء الٰہی ہی مطلوب ہونی چاہئے اور ہماری یہ تمنا ہونی چاہئے کہ ہمارا خاتمہ بارگاہِ الٰہی کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے ہی ہو۔ آمین یا اللہ العالمین!!

اتباعِ محمدیؐ

کے سوا کوئی اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کر سکتا

قولہٗ تعالیٰ: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝

(س احزاب - ع ۳ - پ ۲۱)

ترجمہ: اے مسلمانو! جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی توقع رکھتا ہے اور قیامت کے دن حساب کتاب دینے کا قائل ہے اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ کوئی شخص نام نامی اسم گرامی سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا ہونے کے بعد سوائے اتباعِ محمدیؐ کے اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کر سکتا اور یاد رکھئے فقط زبانی دعوے کافی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی محبت و عقیدت کا ہونا اور آپؐ کے

(باقی ص۱۷ پر)

مجلسِ ذکر — ۲۷ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۶۸ء

اسراف وتبذیر کی مذمت

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (پ ۳ س آل عمران رکوع ۴ - آیت ۳۱)

ترجمہ: کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو - تاکہ اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے -

دشمنانِ خدا و رسول کی محبت سے منع کرنے کے بعد خدا سے محبت کا معیار بتلاتے ہیں یعنی دنیا میں اگر کسی کو مالکِ حقیقی کی محبت کا دعوےٰ ہے تو لازم ہے کہ اس کو اتباعِ محمدیؐ کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لے سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا - جو شخص جس قدر حبیبِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعلِ راہ بناتا ہے اسی قدر سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت میں کھرا اور سچا ہے اور جتنا اس دعوےٰ میں سچا ہوگا اتنا ہی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی میں مضبوط اور مستعد پایا جائے گا جس کا پھل یہ ملے گا کہ حقتعالےٰ اس سے محبت کرنے لگے گا - سو اللہ کی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے - اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی - (حاشیہ شیخ الاسلام)

اتباعِ رسولؐ کی تاکید

یعنی تلاوت کردہ آیت کی تشریح میں اللہ تعالےٰ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ فیض ترجمان سے کہلوا رہے ہیں کہ تم میں سے جو میرے طریق پر نہیں چلے گا، میرے نقشِ قدم کو اپنے لئے منتخب نہیں کرے گا وہ سچا مسلمان تو کیا ایماندار بھی نہیں ہو سکتا - قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ کہہ تم اللہ کے محبوب اور مقبول بننا چاہتے ہو تو فَاتَّبِعُوْنِیْ میری تابعداری کرو پھر اس کا نتیجہ یقیناً یہ نکلے گا یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ " اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگے گا -

عبادت، اطاعت اور خدمت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ " ہم دعا کرتے ہیں - اے اللہ! اپنی ذات کو عبادت سے اپنے نبیؐ کو اطاعت سے اور اپنی مخلوق کو خدمت سے راضی رکھنے کی توفیق عطا فرما - ع
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

سب سے بہتر تجارت

مثال کے طور پر اگر کسی کی دس روپے آمدنی ہے اور ان میں سے اگر وہ دو روپے اپنے اہل و عیال پر، دو روپے اپنے ماں باپ پر اور دو روپے اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے اور باقی چار روپے اگر وہ اپنی جنت بنانے کے لئے کسی مسجد یا دینی مدرسے پر خرچ کر دیتا ہے یا کوئی شخص رضائے الٰہی کے لئے شفا خانہ یا کنواں بنواتا ہے یا کسی اور نیک کام میں حصہ لیتا ہے تو وہ اس دنیا میں اپنے بھائیوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنی عاقبت بھی سنوارتا ہے، اپنے لئے گویا جنت کا ٹکٹ خریدتا ہے - سب سے بہتر تجارت یہی ہے جو یہیں ٹھکانے لگ جائے، عقلمند وہی ہے جو دوراندیش اور مآل اندیش ہو - وقتی لذت کے لئے اپنی ذات پر خرچ کر کے یا یہ کہنا کہ آج کھا پی لو کل مرنا ہے، کون لوٹ کے آیا ہے یا آئے گا، کس کو کیا خبر کل کیا ہونا ہے - کم از کم یہ سچے مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے -

اسراف کی مذمت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے مسلمان حد سے زیادہ خرّاچ ہیں اور مُسرف ہیں اور قرآن میں اللہ تعالےٰ مسرفین کو جو سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں وہ یہ ہے - اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط (پ ۱۵ س بنی اسرائیل آیت ۲۷) (بے شک اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں) یہاں بے جا خرچ کرنے کو کارِ ثواب سمجھا جاتا ہے - آپ دیکھئے یومِ میلاد منایا جاتا ہے، جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں، رت جگا ہوتا ہے، چراغاں ہوتا ہے، لاکھوں، کروڑوں روپے ایک رات میں صرف روشنی پر خرچ کر ڈالتے ہیں اور حکومت بھی اس میں برابر کی شریک ہے - حالانکہ اس کا کام تو یہ تھا کہ کوئی غلط راستے پر ہو تو اسے روکتی اور صحیح راستے کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی کرتی -

حضرت صدیق اکبرؓ کا طریقِ عمل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے خلیفہ، خلیفۂ اول، خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کو افضل البشر بعد الانبیاء کہا جاتا ہے - انہوں نے اپنے سب سے پہلے خطبے میں فرمایا تھا کہ میں اگر شریعت کے مطابق چلوں، راہِ حق و صداقت اختیار کروں تو تم میری اتباع کرنا اور اگر میں غلط ہو جاؤں، غلط راستے پر چلوں تو تم مجھے سیدھا کر دینا - یہ نہیں کہ میرے ٹیڑھے راستے پر تم بھی چلنے لگ جانا —— یہ ہے دیانت،

امانت، صیانت اور اسے کہتے ہیں خوفِ خدا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کے دل میں جذبہ پیدا کیا تھا اس کی ایک جھلک ان کے اس ایک قول سے ہی ظاہر ہو رہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو سب سے ماوراء اور سب سے بلند و بالا نہیں سمجھتے اور منزہ عن الخطاء نہیں گردانتے بلکہ فرماتے ہیں کہ اگر میں غلطی کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔

اطاعت کا صحیح مفہوم

یہی تعلیم ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (پ۵ س النساء ع ۸ آیت ۵۹) اطاعت اللہ کی، اللہ کے رسولؐ کی اور پھر تم میں سے جو تمہارا حکمران بنا دیا جائے، اگر وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی پیروی کرے اور ان کی پیروی کے لئے تمہیں متوجہ کرے۔ پھر تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری تم پر لازم ہے اور اگر وہ خود راہِ راست سے ہٹ جاتا ہے تو پھر اس کو سیدھا کرنا فرض ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ برائی دیکھو تو ہاتھ سے مٹاؤ، نہیں توفیق تو زبان سے اس کے خلاف اعلان اور جہاد کرو۔ اور اگر یہ زبانی جہاد بھی نہیں ہو سکتا تو پھر کم از کم برے کو برا تو جانو۔ یہ دل سے نفرت کرنا اَضْعَفُ الْاِیْمَان کا درجہ ہے آج لاکھوں برائیاں میرے اور آپ کے سامنے ہو رہی ہیں۔ نہ ہم زبان سے ان کے خلاف اظہارِ نفرت کرتے ہیں نہ ہی ان کے خلاف کسی قسم کا محاذ قائم کرتے ہیں بلکہ معاونت کرتے ہیں۔ اور برائی میں شریک ہو رہے ہیں۔

بدقسمتی کا دور

آج جبکہ ساری دنیا کے اندر اس دور میں کفر، شیطنت، انارکی، کمیونزم، بدھ ازم وغیرہ پھیل رہے ہیں تو اس زمانے میں اسلام قائم رکھنا بہت بڑی بات ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ایک وہ دور آیا چاہتا ہے کہ جب ایک سنت کو زندہ کرنا سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہوگا اور ایک حدیث میں تو یہاں تک فرمایا کہ جس نے ایسے دور میں ایک سنت کو زندہ کیا اس نے گویا مجھے زندہ کیا۔۔ یہ دور وہی ہے۔ اس دور میں کوئی مسجد بنا دینا، کسی کو نیکی کی تعلیم اور تلقین دے دینا، کسی کو دین پڑھا دینا یا دین پڑھنے میں معاونت کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔

بناوٹی اسلام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو۔ مثلاً یہ دیکھو کہ میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں، فلاں سات پڑھتا ہے، میں دس تسبیح اللہ ھو کی کرتا ہوں اور فلاں ایک لاکھ اسم ذات، اتنا استغفار، اتنا درود شریف اور اتنی قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے۔ مجھے اللہ نے دو سو روپیہ دیا ہے جو میں اپنی ذات پر ہی خرچ کر ڈالتا ہوں۔ فلاں کو اللہ نے ڈیڑھ سو دیا ہے وہ اس میں سے اپنی ذات پر اور اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ ہر مہینے اللہ کی رضا اور اپنی نجات کے لئے غرباء و مساکین پر اور دیگر نیکی کے کاموں میں بھی خرچ کرتا ہے۔ جتنی ضروریات بڑھائیں گے بڑھتی چلی جائیں گی۔

فضول خرچی کی ممانعت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے سو روپے کمانے والا ڈیڑھ سو روپے خرچ کرتا ہے، پانچ سو روپے کمانے والا سات سو روپے خرچ کرتا ہے اور باقی مقروض۔ تاریخیں ختم نہیں ہوتیں اور پہلے ہی وہ قرض لینا شروع کر دیتا ہے۔ تنخواہ آتی ہے تو قرضخواہوں کو دے دیتے ہیں اگر جائز ضروریات میں خرچ کریں، جائز ذرائع سے کمائیں تو یقیناً مال حلال حلال راستوں میں خرچ ہوگا اور اس کے برعکس اگر ناجائز راستوں سے کمائیں گے تو وہ ناجائز جگہوں پر خرچ ہوگا اور اس میں برکت کبھی نہیں ہوگی۔ اگر یہ شبِ برات، یومِ میلاد، عرس، چراغاں وغیرہ میں ذرا بھی دین کا فائدہ ہوتا تو خلفائے راشدین کو کیا پڑی تھی کہ وہ یہ سب چیزیں نہ مناتے؟ اُن سے بڑھ کر کون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق، محبِ رسولؐ اور جاں نثار ہو سکتا ہے جنہوں نے اپنی جانیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر کٹا دیں۔

ایجادِ بندہ وَلاکن گندہ

ہم اس دور میں اصل دین سے بے نیاز، بے بہرہ ہیں، ہمیں پتہ ہی نہیں ہے کہ اسلام کیا ہے اور تعلیماتِ اسلام کیا ہیں؟ ہم اسلام کے بنیادی ارکان اور ان کی اہمیت سے بھی ناواقف ہیں اور اُدھر یہ حالت ہے کہ اپنے خودساختہ دین کی پیروی کو عین فرض سمجھتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ پنجابی اور بناوٹی اسلام ہے اصلی کھرا محمدی اسلام تو وہی ہے جو قرآن میں ہے — جو قرآن سے ہٹ کر ہے وہ ایجادِ بندہ ولیکن گندہ میں شامل ہے۔

دین مکمل ہے

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ہماری داڑھیاں سفید ہو گئیں لیکن ہمیں آج تک پتہ نہ چلا کہ یہ تیجا، ساتواں، دسواں، چالیسواں، قل اور جو یہ انہوں نے گیارھویں، بارھویں اور چودھویں بنا رکھی ہیں یہ کہاں سے نکل آئیں۔ دین وہی ہے جس کو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

(پ ۶ سورہ المائدہ آیت ۳)

ترجمہ: آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

پردہ کی اہمیت

حافظ سعید احمد متعلم جامع مسجد نور، ساہیوال

اخلاق کا مسئلہ کسی کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں مگر جس کے ہاں اس کی کوئی اہمیت ہو تو اسے سوچنا چاہیئے کہ مخلوط سوسائٹی میں جہاں عورتیں بن سنور کر پھریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے ہمراہ کام کریں۔ وہاں اخلاق بگڑنے سے کیسے بچ سکتے ہیں ہمارے اپنے ملک میں یہ صورتِ حال جتنی تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہے جنسی جرائم بھی اتنی ہی تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ ان کی خبریں آپ آئے دن اخبارات اور رسائل میں بغور پڑھتے رہتے ہیں۔ مذہب اسلام عورت کو اس کے پورے حقوق بھی دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ گھر اور خاندان کے نظامِ حیات کو بھی محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ یہ مقصد ہرگز اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک پردہ کے احکام اس کی حفاظت کے لئے موجود نہ ہوں۔

یہ کہنا کہ معاشرہ کی جملہ خرابیوں کا سبب پردہ ہی ہے۔ اور جب پردہ نہ رہے گا تو مردوں کا دل عورتوں سے بھر جائے گا۔ بالکل غلط اور سراسر غلط ہے۔ جہاں پوری بے پردگی تھی وہاں لوگوں کے دل نہ بھرے ان کی خواہشات نے عریانی تک نوبت پہنچا دی پھر عریانی سے بھی دل نہ بھرے اور کھلی جنسی آوارگی تک حالات پہنچے اور اب پھر جنسی آوارگی کے کھلے لائسنسوں سے بھی دل نہ بھرے۔ یہ کوئی اخلاق ہی کا سوال نہیں بلکہ پوری تہذیب اور انسانیت کا سوال ہے۔ مخلوط تعلیم اور سوسائٹی اتنی بڑھ رہی ہے کہ عورتوں کے لباس اور بناؤ سنگار کے اخراجات ناقابلِ برداشت ہوئے جاتے ہیں۔ ان کے لئے آمدنی کے حلال ذرائع ناکافی ثابت ہو رہے ہیں، رشوت، غبن اور دیگر حرام خوریاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

باوجود اس ذہنیت اور اس نہاد کے پردے کے پھر بھی ملک بھر میں جدھر نظر اٹھا کر دیکھئے تو پردہ ہمیں کئی مختلف رنگوں اور شکلوں میں نظر آنے لگتا ہے یعنی ادھر سیاہ تین کونوں والا ریشمی پردہ ہے۔ تو ادھر سفید رنگ میں جھالردار آگے آسمانی کلر میں اگر نئی کی پردہ چلتا ہوا رونما ہے۔ یہ ملتان ماؤں اور بچیوں کا پردہ ہے۔ اور بعض اوقات تو ہاف بازو کا انتہائی چست پردہ جسم کے ہر عضو کو نمایاں کرنے میں کافی سمجھا جاتا ہے۔

اگر گھر میں اقرباء اور رشتہ داروں سے نام نہاد کا پردہ ہے بھی تو وہ دکانوں، بازاروں، سینماؤں میں جاتے راستے ہی میں اُٹھ جاتا ہے۔ وہ سب تو اجنبی ہیں۔ وہ کوئی ہمیں جانتے پہچانتے تھوڑا ہی ہیں۔ اس لئے ان سے پردہ کیسا؟ یہ تو صرف پاکستانی پردہ کا حال اور تذکرہ تھا۔ دوسرے اسلامی ممالک اور دنیا کے مسلمانوں کے پردہ کا تو ذکر ہی نہ کیجئے۔

بہرحال مسلمانوں میں بہت سے مختلف رنگوں اور کئی ایک عجیب الوضع پردہ کے رواج پائے جاتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی آج یہ فقرہ ہماری زبانوں پر عام ہے کہ پردہ ہماری اقتصادی، معاشرتی اور نفسانی خواہشات کی ترقی میں حائل ہے اس خیال میں ہماری دو رُخی ذہنیت کی کھلی علامت۔ یہ نظریہ خدا اور اس کے رسول کے خلاف عدم اعتماد کا صریحاً اظہار نہیں تو اور کیا ہے اس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول نے ہماری ہمہ اقسام ترقی کے راستے میں نہ صرف روڑے اٹکا دئے ہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے بند کر دئے ہیں اگر واقعی ہمارا عقیدہ ایسا بن چکا ہے تو کیوں خواہ مخواہ کے ہم مسلمان بنے بیٹھے ہیں؟ اس سوال سے یہ کہہ کر چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے پردہ کا حکم دیا ہی نہیں۔ لیکن اگر کسی کو حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت سے انکار ہے تو وہ قرآن مجید کے کھلے احکامات کو کہاں چھپا لے گا۔

پیشتر اس کے کہ میں پردہ کی اہمیت قرآن و حدیث اور معاشرتی روشنی میں لکھوں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں لفظ پردہ کی تشریح کردوں عربی زبان کے لفظ حجاب کا ترجمہ اردو اور فارسی میں پردہ کرتے ہیں جیسا کہ:۔

ارشاد باری ہے کہ وہ اپنے گھروں میں عزت و وقار سے رہیں۔ اپنے حسن اور بناؤ سنگار کی نمائش نہ کرتی پھریں جس طرح زمانۂ جاہلیت کی عورتیں کیا کرتی تھیں۔ گھروں سے باہر نکلنا ہو تو اپنے اوپر چادر اوڑھ کر نکلیں۔ بجنے والے زیور نہ پہنیں۔ اندرونِ خانہ محرم مردوں اور غیر محرم مردوں کے درمیان امتیاز برتیں۔ ملازمین اہل خانہ محرم مردوں اور گھریلو قسم کی میل جول کی عورتوں کے سوا اور کسی کے سامنے زینت میں نہ آئیں۔

زینت عربی زبان کا لفظ ہے اس کا ترجمہ ہم اپنی روزمرہ زبان میں آرائش و زیبائش اور بناؤ سنگار کرتے ہیں۔ اس میں خوش نما لباس، میک اپ، زیور یہ تینوں چیزیں شامل ہیں۔ اہل خانہ مردوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر ماؤں بہنوں کے پاس بھی آئیں تو اجازت لے کر آئیں تاکہ اچانک ان کی نگاہ ایسی حالت میں نہ پڑے جب کہ وہ

جسم کا کوئی حصہ کھولے ہوئے ہوں۔ اور محرم مردوں کے سامنے بھی عورتوں کو حکم سنایا گیا ہے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال کر رکھیں اور اپنا ستر چھپائیں ـــ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا، عورت کا ستر چہرہ، کلائی کے جوڑ تک تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کے سوا پورا جسم ستر ہے۔ چست اور باریک لباس پہننے سے منع فرمایا جس سے جسم کا ہر عضو نمایاں ہوتا ہو۔ اپنے محرم مردوں کے سوا کسی اور مرد کے ساتھ تنہا رہنے سے عورتوں کو منع فرمایا اور محرم مردوں کے بغیر تنہا یا کسی غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے سے بھی روک دیا۔ گھر سے باہر خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کو مذہب اسلام نے زانیہ کہا ہے یہ احکام جس کا جی چاہے قرآن مجید کی سورۃ نور، سورۃ احزاب اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند کتابوں میں دیکھ سکتا ہے۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن پاک احادیث نبویہ کے بغیر سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔

پردہ کے جو احکام اسلام نے ہم کو دئے ہیں۔ تھوڑا سا بھی غور کرنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ ان کے تین بڑے مقاصد ہیں۔

اوّل عورتوں اور مردوں کے اخلاق کی حفاظت کی جائے اور ان خرابیوں کا قلع قمع کیا جائے جو مخلوط سوسائٹی میں عورتوں کے آزادانہ میل جول سے پیدا ہوتی ہیں۔

دوم مردوں اور عورتوں کا دائرۂ عمل الگ الگ کیا جائے تاکہ فطرت نے جو فرائض عورت کے سپرد کئے ہیں انہیں وہ بخوبی سکون کے ساتھ انجام دے سکے اور جو خدمات مرد کے ذمہ لگائی گئی ہیں انہیں وہ اطمینان اور آرام سے بجا لائے۔

سوم گھر اور خاندان کے نظام کو اعلیٰ طور پر مضبوط اور محفوظ کیا جائے جس کی اہمیت زندگی کے دوسرے تقاضوں سے کہیں زیادہ ہے پردہ کے بغیر جن لوگوں نے گھر اور خاندان کے نظام کو محفوظ کیا۔ انہوں نے عورت کو غلام بنا کر تمام حقوق سے بھی محروم کر دیا اور ہاں جن لوگوں نے عورت کے حقوق دینے کے ساتھ پردہ کی پابندیاں بھی نہ رکھیں ان کے گھروں اور خاندانوں کا نظام حیاء اور غیرت بکھر گیا اور ان کی معاشرت آج بھی ہر روز رُو بہ تنزل ہے

برادرانِ اسلام مذہب اسلام جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اور آپ کی شب و روز کی زندگی کے ہر پہلو کی راہ نمائی کرتے ہوئے آپ کے حقوق کا محافظ بھی ہے وہ آپ کو دنیا میں ذلیل اور پست بھی نہیں دیکھنا چاہتا اور نہ ہی اسلام آپ کو اوروں کا دستِ نگر ہونے کی اجازت دیتا ہے۔

ترقی بہت وسیع لفظ ہے اس کا کوئی ایک مقرر مفہوم نہیں مسلمان ایک خلیج بنگال سے لے کر اٹلانٹک تک حکمران رہے سائنس اور فلسفہ میں وہ دنیا کے استاد تھے۔ تہذیب و تمدّن میں کوئی دوسری قوم ان کی ہمسری نہ کر سکی۔

معلوم نہیں اس چیز کا نام کسی کی لغت میں ترقی ہے یا نہیں۔ اگر یہ ترقی تھی تو یہ ترقی اس معاشرہ نے کی تھی جو پردے کا حامل تھا اور صوم و صلوٰۃ کا پابند اور عادی تھا اور جس معاشرے میں اسلامی روایات کا رواج موجود تھا۔ اسلامی تاریخ کے سنہری اوراق بڑے بڑے اولیاء کرام، علماء، فضلاء، حکماء، مدبّرین، محققین، مفسرین، محدثین، اور فاتحین کے ناموں اور کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ عالی مرتبت اور عظیم الشان انسان جاہل عریانی پسند اور برہنہ سر بازاروں میں گھومنے والی ماؤں کی گودوں سے تو نہیں پل کر نکلے تھے بلکہ خود عورتوں میں بھی بڑی بڑی علوم و فنون کی ماہر عالم فاضل خواتین کے نام اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں۔ پردے نے اس ترقی سے تو مسلمانوں کو نہیں روکا جو پردہ سمیت ہوتی تھیں۔

میرا یہ ایمان ہے اگر آج بھی ہم اسی طرح کی ترقی کرنا چاہیں تو پردہ ہماری ترقی کی راہ میں قطعاً رکاوٹ ثابت نہیں ہوگا۔

اگر کسی کی نگاہ میں ترقی بس وہی ترقی ہے جو اہلِ مغرب نے کی ہے تو پھر پردہ بلاشک و شبہ ہماری ترقی کی راہ میں بُری طرح حائل ہے۔ پردہ کے ساتھ وہ ترقی ہمیں یقیناً حاصل نہیں ہو سکتی جو اہل مغرب نے کی ہے مگر یہ بات مت بھولئے کہ اہلِ مغرب نے یہ ترقی اخلاق، خاندان، اولاد اور سکون کو خطرے میں ڈال کر کی ہے۔ مغرب نے عورت کو اس کے اصل مقام گھر اور حیاء سے نکال کر مردوں کے دوش بدوش لا کھڑا کیا ہے۔ اس طرح اس نے اپنے دفتر اور کارخانے چلانے کے لئے دگنے بلکہ چوگنے ہاتھ حاصل تو کر لئے ہیں اور بظاہراً بہت بڑی ترقی سے بھی دو چار ہو گئے۔ لیکن گھر، خاندان، اولاد، غیرت، حیاء کا صفایا بھی تو ساتھ ساتھ ہو گیا ہے۔ اور سکون جیسی اہم نعمت سے بھی تو محروم ہیں۔

آج بھی اگر وہاں گھر آباد نہیں، تو گرہستی عورت کی بدولت، مردوں کے ساتھ کمانے والی اور مردوں کے ساتھ مقابلہ کرنے والی عورتیں کہیں بھی گھر کا نظام نہیں چلا رہیں اور نہ ہی چلا سکتی ہیں۔ ان کے نکاح معمولی اور چھوٹی باتوں پر ختم ہو رہے ہیں۔ ان کے بچے تباہ کن معاشرے اور ماحول کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ ان کے لئے اگر دنیا میں کوئی ٹھکانہ ہے تو کلب ہیں یا ہوٹل ہیں۔ ان کے لئے تو آخرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گھر ان کے لئے سکون اور راحت کی جنت نہیں۔ چونکہ مسلمان کی اخروی، دنیاوی، اقتصادی اور معاشرتی کامیابی اور ترقی کا انحصار محض اللہ رب العزت کے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

اے لوگو! اپنوں کو دوزخ سے بچالو

عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

۱۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ٥ (س تغابن آیت ۱۲ پ ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے اللہ جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں ایماندار۔ اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو۔

تفسیر: بے شک اللہ نے سب آدمیوں کو بنایا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ سب اسی پر ایمان لاتے۔ اور اس منعمِ حقیقی کی اطاعت کرتے مگر ہوا یہ کہ بعض منکر بن گئے اور بعض ایماندار۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے آدمی میں دونو طرف جانے کی استعداد اور قوت رکھی تھی۔ مگر اوّلاً سب کو فطرتِ صحیحہ پر پیدا کیا تھا۔ پھر کوئی اس فطرت پر قائم رہا اور کسی نے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہو کر اس کے خلاف راہ اختیار کر لی۔ اور ان دونو کا علم اللہ کو ہمیشہ سے تھا کہ کون اپنے ارادہ اور اختیار سے کس طرف جائے گا۔ اور پھر اُسی کے موافق سزا یا انعام و اکرام کا مستحق ہو گا۔ یہی چیز اپنے علم کے موافق اس کی قسمت میں لکھ دی تھی کہ ایسا ہو گا۔ اللہ کا علم محیط اس کو مستلزم نہیں کہ دنیا میں ارادہ و اختیار کی قوت باقی نہ رہے۔

۲۔ وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ط اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ٥

سورہ کہف آیت ۲۹ پ ۱۵)

ترجمہ: اور کہہ سچی بات اپنے رب کی۔ پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے۔ ہم نے گنہگاروں کے واسطے آگ تیار کر رکھی ہے۔ ان کو اس کی قناتیں گھیر رہی ہیں اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کو پیپ جیسا پانی ملے گا۔ جو ان کے منہ کو بھُون ڈالے گا۔ کیا بُرا پینا ہے اور کیا بُرا آرام ہے؟

تفسیر: خدا کی طرف سے سچی باتیں کہہ دی گئی ہیں۔ کسی کے ماننے یا نہ ماننے کی اس کو کچھ پرواہ نہیں۔ جو کچھ نفع نقصان ہو گا صرف تمہارا ہو گا۔ ماننے اور نہ ماننے والے دونو اپنا اپنا انجام سوچ لیں۔ دنیا کی چہل پہل محض ہیچ اور فانی ہے اُس کا لطف جب ہی ہے کہ فلاحِ آخرت کا ذریعہ بنے۔ وہاں محض دنیا کا تموّل کام نہ آئے گا بلکہ جو یہاں شکستہ حال تھے بہت سے وہاں عیش و آرام میں ہوں گے۔ قناتیں بھی آگ کی ہوں گی۔ یعنی گرمی کی شدّت سے پیاس لگے گی تو اَلْعَطَش (پیاس) پکاریں گے تب تیل کی تلچھٹ یا پیپ کی طرح کا پانی دیا جائے گا جو سخت حرارت اور تیزی کی وجہ سے منہ کو بھُون ڈالے گا۔

۳۔ سورہ واقعہ آیات ۴۱ تا ۵۵ پارہ ۲۷ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

(ترجمہ: اور بائیں والے، کیسے بائیں والے؟ لُو کی تیز بھاپ میں اور جلتے ہوئے پانی میں، دھوئیں کے سایہ میں، نہ ٹھنڈا نہ عزت کا۔ وہ لوگ اس سے پہلے خوشحال تھے اور اس بڑے گناہ پر ضد کرتے تھے اور کہتے تھے کیا جب ہم مر گئے اور ہو چکے مٹی اور ہڈیاں۔ کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی؟ آپ کہہ دیجئے کہ سب اگلے پچھلے جمع ہونے والے ہیں ایک دن مقررہ وقت پر۔ پھر تم جو ہو اے بہکے ہوؤ ——— جھٹلانے والو! البتہ ایک درخت زقوم (تھوہر) کھاؤ گے۔ پھر اس سے پیٹ بھروگے پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیوگے۔ پھر تونسے ہوئے اونٹوں کی طرح پیوگے۔ یہ ان کی انصاف کے دن کی مہمانی ہے"۔

۴۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ق نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ٥ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا ٥ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاْ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ٥ (س دہر۔ آیات ۲-۳ پارہ ۲۹)

ترجمہ: ہم نے آدمی کو دورنگی بوند سے بنایا۔ ہم اس کو پلٹتے رہے پھر ہم نے اس کو سننے والا اور دیکھنے والا کر دیا۔ ہم نے اس کو راہ سجھائی یا حق مانتا ہے یا ناشکری کرتا ہے۔ ہم نے کافروں کے واسطے زنجیریں، طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

تفسیر: ہم نے انسان کو مرد عورت کے مخلوط پانی سے بنایا۔ پھر جما ہوا خون۔ پھر اس سے گوشت کا لوتھڑا بنایا۔ اس طرح کئی طرح کے اُلٹ پھیر کرنے کے بعد اس درجہ میں پہنچا دیا کہ اب وہ کانوں سے سنتا ہے اور آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان قوتوں سے وہ کام لیتا ہے جو کوئی دوسرا حیوان نہیں لے سکتا۔ گویا اور سب اس کے سامنے بہرے اور اندھے ہیں۔ آدمی کا بنانا اسی غرض سے تھا کہ اس کو احکام کا مکلّف اور امر و نہی کا مخاطب بنا کر امتحان لیا جائے اور دیکھا جائے کہ کہاں تک مالک کے احکام کی تعمیل میں وفاداری دکھاتا ہے۔ اسی لئے اس کو سننے دیکھنے کی دو قوتیں دی گئیں جن پر تکلیف شرعی کا مدار ہے۔ اوّلاً اصل فطرت اور پیدائشی عقل و فہم سے، پھر دلائل عقلیہ و نقلیہ کی راہ سجھائی جس کا مقتضاء یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ پر چلیں لیکن گرد و پیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے۔ بعض نے اللہ کا حق مانا اور بعض نے ناشکری کی۔

۵۔ سورہ الرحمٰن آیات ۳۲ تا ۴۴ پارہ ۲۷ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے دنیا کے یہ تمام دھندے عنقریب

ختم ہونے والے ہیں۔ اس کے بعد ہم دوسرا دور شروع کریں گے۔ جب تم دونو بھاری قافلوں (جن و انس) کا حساب کتاب ہو گا مجرموں کی پوری طرح خبر لی جائے گی اور وفاداری کا پورا صلہ دیا جائے گا۔ اللہ کی حکومت سے کوئی بھاگ نہیں سکے گا دوسری قلمرو (راجدھانی) کون سی ہے؟ جہاں پناہ لے گا۔ جس وقت مجرموں پر آگ کے صاف شعلے اور دھواں ملے ہوئے شرارے چھوڑے جائیں گے تو کوئی ان کو دفع نہ کر سکے گا اور نہ وہ اس سزا کا کچھ بدلہ لے سکیں گے۔ مجرموں کو سزا دینا بھی وفاداری کے حق میں انعام ہے۔ چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلگونی سے مجرم خود بخود پہچانے جائیں گے۔ کسی کی ٹانگ پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا۔ باہر ایک مجرم کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر پیشانی کو پاؤں سے ملا دیں گے اور زنجیر وغیرہ سے جکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔ اس وقت کہا جائے گا یہ وہی دوزخ ہے جس کا تم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے۔ کبھی آگ کا اور کبھی کھولتے پانی کا عذاب ہو گا۔

۵۔ سورۃ حج آیات ۱۹ تا ۲۲ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

ترجمہ: یہ دو مدعی اپنے رب کے بارہ میں جھگڑے ہیں سو جو منکر ہوئے ان کے واسطے آگ کے کپڑے قطع کئے گئے ہیں۔ ان کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے وہ گل کر نکل جاتا ہے اور کھالیں بھی۔ اور ان کے واسطے لوہے کے ہتھوڑے ہیں جب وہ نکلنے کا ارادہ کرینگے دوزخ سے دم گھٹنے کے مارے۔ پھر اس کے اندر ڈال دئے جائیں گے اور چکھتے رہیں گے جلنے کا عذاب

تفسیر: ایک مومنین کا گروہ جو اپنے رب کی سب باتوں کو من و عن تسلیم کرتا اور اس کے آگے سربسجود رہتا ہے دوسرے کفّار کا مجمع جس میں یہود و نصاریٰ، مجوس، مشرکین، صابئین وغیرہ سب شامل ہیں جو ربانی ہدایات کو قبول نہیں کرتے اور اس کی اطاعت کے لئے سر نہیں جھکاتے۔ یہ دونو فریق دعاوی ہیں، مناظر ہیں اور جہاد و قتال کے موقعوں پر بھی ایک دوسرے کے مدّ مقابل رہتے ہیں۔ جس طرح لباس آدمی کے بدن کو ڈھانپ لیتا ہے جہنم کی آگ اسی طرح ان کے بدن کو محیط ہو گی۔ یا کسی ایسی چیز کے کپڑے پہنائے جائیں گے جو آگ کی گرمی سے بہت سخت اور بہت جلد تپنے والے ہوں۔ دوزخیوں کے سروں کو ہتھوڑوں سے کچل کر کھولتا ہوا پانی اوپر سے ڈالا جائیگا اور دماغ کے راستہ سے پیٹ میں پہنچے گا۔ جس سے سب انتڑی اوجھڑی کٹ کٹ کر نکل پڑے گی اور بدن کی بالائی سطح کو جب پانی مس کرے گا تو بدن کا چمڑا گل کر گر پڑے گا اور پھر اصلی حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے اور بار بار یہی عمل ہوتا رہے گا۔ دوزخ میں دم گھٹ گھٹ کر چاہیں گے کہ کہیں نکل بھاگیں۔ آگ کے شعلے ان کو اوپر کی طرف اٹھائیں گے۔ اور فرشتے آہنی گرز مار کر نیچے دھکیل دیں گے اور کہا جائے گا کہ دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو جس سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہو گا۔

۶۔ سورۃ کہف آیات ۱۰۲ تا ۱۰۶ میں ارشاد ربانی ہے :۔

ترجمہ: پھر کافر کیا خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا کارساز بنا لیں گے۔ بے شک ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو مہمانی بنایا ہے کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے رو برو جانے کا انکار کیا ہے پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ سو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ یہ سزا ان کی جہنم ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۔

۷۔ سورۃ مومنون آیات ۱۰۳ تا ۱۰۸ پارہ ۱۸ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :۔

ترجمہ: اور جن کا پلہ ہلکا ہو گا تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آئتیں نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے کہیں گے اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے! ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔

۸۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ الحجر آیت ۲- پارہ ۱۴)

ترجمہ: کافر لوگ کسی وقت آرزو کریں گے کیا اچھا ہوتا کہ مسلمان ہوتے۔ ان کو چھوڑ دے، کہ کھا لیں اور فائدہ اٹھا لیں اور انہیں آرزو بھلائے رکھے سو آئندہ معلوم کر لیں گے۔

تفسیر: آج منکرین نے قرآن اور اسلام جیسی عظیم الشان نعمت الٰہیہ کی قدر نہیں کی لیکن ایسا وقت آنے والا ہے۔ جب یہ لوگ اپنی محرومی پر ماتم کریں گے اور دست حسرت مل کر کہیں گے کاش! ہم مسلمان ہوتے۔ وہ وقت کب آئے گا دنیا و آخرت میں جو مواقع کافروں کی نامرادی اور مسلمانوں کی کامیابی کے پیش آتے رہیں گے۔ ہر موقعہ پر کفار کو رہ رہ کر اپنے مسلمان ہونے کی تمنا اور نعمت اسلام سے محروم رہ جانے کی حسرت ہو گی۔

اس سلسلہ میں پہلا موقع تو جنگِ بدر کا تھا جہاں کفارِ مکہ نے مسلمانوں کی طرف کھلا ہوا غلبہ اور تائیدِ غیبی دیکھ کر اپنے دلوں میں افسوس کیا کہ جس اسلام نے فقرائے مہاجرین کو اوس اور خزرج کے کاشتکاروں کو اونچی ناک والے قریشی سرداروں پہ غالب کیا۔ افسوس ہم اس دولت سے محروم ہیں۔ اسی طرح اسلامی فتوحات و ترقیات کی ہر ایک منزل پہ کفار کو اپنی تہی دستی و حرمان پر پچھتانے اور دل سے اشکِ حسرت بہانے کا موقع ملتا رہا۔ انتہائی حسرت و افسوس کا وہ مقام ہو گا جب فرشتہ جان نکالنے کے لئے سامنے کھڑا ہے اور عالمِ غیب کے حقائق آنکھوں سے نظر آ رہے ہیں اس وقت ہاتھ کاٹیں گے اور آرزو کریں گے کہ کاش ہم نے اسلام قبول کر لیا ہوتا کہ آج عذاب بعدالموت سے محفوظ رہ سکتے۔ اس سے بھی بڑھ کر یاس انگیز نظارہ وہ ہو گا جو طبرانی کی حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بہت سے آدمی اپنے گناہوں کی بدولت جہنم میں جائیں گے اور جب تک خدا چاہے گا وہاں رہیں گے۔ بعدہٗ مشرکین ان پر طعن کریں گے کہ تمہارے ایمان و توحید نے تمہیں کیا فائدہ دیا۔ تم بھی آج تک ہماری طرح دوزخ میں ہو۔ اس پر حق تعالیٰ کسی موحد کو جہنم میں نہیں چھوڑیگا گویا یہ آخری موقعہ ہو گا جب کفار اپنے مسلمان ہونے کی تمنا کریں گے۔

۹۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ ھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّ لَوِافْتَدٰی بِہٖ ط اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّ مَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ؁

(سورہ آل عمران پارہ ۳ ۔ آخری آیت)

ترجمہ: تحقیق جو لوگ کافر ہوتے اور مر گئے اور وہ کافر رہے پس ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا کسی کا ان میں سے اگر وہ لوگ اس کے بدلہ میں سونا زمین بھر کر دیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے، اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

تفسیر: دنیا کی حکومتوں کی طرح وہاں سونے چاندی کی رشوت نہیں چلے گی۔ وہاں تو صرف دولتِ ایمان ہی کام دے سکتی ہے۔ فرض کرو کہ ایک کافر کے پاس اتنا ڈھیر سونے کا ہو جس سے ساری زمین بھر جائے اور وہ سب کا سب خیرات کر دے تو خدا کے یہاں اس کی ذرہ برابر وقعت نہیں نہ آخرت میں یہ عمل کچھ کام دے گا کیونکہ جو عمل روحِ ایمان سے خالی ہو مردہ عمل ہوگا جو آخرت کی ابدی زندگی میں کام نہیں دے سکتا۔

دوسری جگہ فرمایا۔ (سورہ مائدہ آیت ۳۶ پارہ ۶):۔

"جن لوگوں نے خدا سے روگردانی کی وہ آخرت میں اگر روئے زمین کے سارے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد خرچ کر ڈالیں گے اور فدیہ دے کر عذابِ الٰہی سے چھوٹنا چاہیں گے تو یہ ممکن نہ ہوگا۔

مسلمانوں سے اپیل

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

غیر مسلم بھی ہمارے بھائی ہیں کیونکہ ہم سب آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اور تمام اولادِ آدم ایک ہی جسم کے اعضاء کی مانند ہیں اگر ایک عضو کو کوئی تکلیف ہو تو سارے جسم ہی کو تکلیف محسوس ہوتی ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی نیکیوں کے حکم کرنے اور برائیوں سے روکنے میں کسی مقام اور کسی وقت کی قید نہیں ہے۔ مسلمانوں کی مثال اس دنیا میں ایسی ہے کہ گویا وہ آگ بجھانے والے انجن کا ایماندار کپتان ہے اسے جب بھی آگ لگنے کی اطلاع ملتی ہے فوراً موقعہ پر پہنچ جاتا ہے اور آگ کے بھڑکتے ہوتے شعلوں میں مستانہ وار کود پڑتا ہے اور اپنی پوری ہمت صرف کر کے آگ کو بجھا دیتا ہے اور پھر معاوضہ لئے بغیر اپنے انجن گھر میں واپس آ جاتا ہے۔

مسلمانو! اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا دوزخ میں جل رہی ہے اور قرآن پاک جو اس آگ کو بجھا سکتا ہے وہ تمہارے پاس ہے، اٹھو اور قرآن کی مدد سے دنیا کو بھسم ہونے سے بچاؤ۔

اسلام ساری انسانیت کے شرف و سعادت کا پیغام ہے۔ یہاں برہمن و شودر کا سوال نہیں جو بھی انسان اسلام کے پروگرام کو اپنا لے اور اپنے اخلاق کو اس کے مطابق بہتر بنا لے۔ وہی امتِ محمدی میں سردار ہے۔ تمہارا دین کس کام کا؟ اگر تم ہمسایہ کو نارِ جہنم سے بچا نہ سکو۔ مذہب تو رحم کا سرچشمہ ہے۔ دنیا کے تمام انسانوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

غیر مسلموں سے ہمدردانہ اپیل

آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ قرآن پاک آسمانی اور الہامی سچی کتاب ہے۔ اس کے سچا ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ کوئی انسان یا جن اس جیسی کتاب نہیں بنا سکتا۔ اللہ سے بڑھ کر کس کا کلام سچا ہو سکتا ہے؟

اس قرآن کی چند آیات مشتے نمونہ از خروارے مضمون ہذا میں درج کی گئی ہیں اگر آپ تعصب کی عینک اتار کر سچائی اور دیانتداری سے اس کا مطالعہ کریں تو یہ کتاب دلوں کے زنگ دور کر دیتی ہے۔

مندرجہ آیات کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم یا دوزخ صرف کافروں کے لئے تیار کیا گیا ہے اس کا ایندھن پتھر اور آدمی ہیں۔ اس میں دوزخیوں کے مکان، لباس، مطعومات اور مشروبات کا مفصل طور سے بیان کیا گیا ہے۔ جسے پڑھ کر انسان کے جسم و دل پر ایک لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ دوزخ کی کیفیت سن کر انسان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں ایمانداروں کو جو نعمتیں ملیں گی وہ کسی آنکھ نے نہ دیکھیں اور نہ ہی کسی کان نے سنیں بلکہ ان کا تصور بھی دل میں نہیں آیا۔

جب معاملہ یہ ہے تو پھر اسلام جیسی نعمت سے کیوں نہ شرف حاصل کیا جائے؟ اور امن و سلامتی کی

(باقی صلا پر)

آئندہ کیا ہوگا؟

بعالی خدمت مکرمی محترمی جناب ایڈیٹر صاحب خدام الدین مدظلہ السلام علیکم - سات مارچ ۱۹۶۰ء کے پاکستان ٹائمز صفحہ ۹ پر کسی صاحب این - اے - کے قزلباش پی ۱۴۵ گلبرگ لاہور کا مراسلہ شائع ہوا ہے - اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے - (عبدالقیوم - گوجرہ)

روشنی مدھم ہو گئی - آلات موسیقی سے بلند - پر جوش - گرم راگ الاپنے شروع ہو گئے - ایک عورت ہال میں داخل ہوئی اس نے ایک لمبا چغہ پہنا ہوا تھا - اس نے فرامیر کی دھن کے ساتھ ساتھ قدم ملا کر سٹیج پر حرکت کرنا شروع کی - آہستہ آہستہ اس نے اپنا لباس اتارنا شروع کیا اور اس کے بدن پر صرف ایک انگیا باقی رہ گیا - معلوم ہوتا تھا کہ وہ برانگیختگی اور اضطراب کی حالت میں ہے - وہاں ایک کرسی رکھی ہوئی تھی اس نے اسے پکڑا - اس کی حرکات و سکنات کے مدعا و منشا کو سمجھنے کے لئے خاص ذہنی سعی درکار نہیں تھی - آخر میں اس نے اس انگیا کو بھی اتار دیا اور نائیلون کا انتہائی شفاف چغہ پہن لیا - روشنی عمدہ تھی اور نظارہ صاف تھا - اس عمل کے دوران موسیقی تیز اور تیز تر ہوتی گئی - تمام مہمان خاموش تھے - سکوت کا عالم تھا - فضا بھرپور تھی - تب اچانک اس عورت نے سوائے ایک جی فیتہ کے سب کچھ اتار دیا - وہ موسیقی کے ساتھ اپنی حرکات کو ملائے ہوئے تھی - وہ لوگوں کے بہت قریب آ گئی اور رقص کے فرش پر بیٹھ گئی - موسیقی اچانک ختم ہو گئی اور کمرہ میں خاموشی چھا گئی -

یہ نظارہ پچھلی راتوں میں سے ایک رات کو لاہور میں ایک ہوٹل میں دیکھا گیا -

"آئندہ کیا ہوگا؟"

این - اے - کے قزلباش پی ۱۴۵ گلبرگ لاہور -

آئندہ کیا ہوگا؟ اگر حالات یہی رہے تو گلی کوچوں میں بے حجابانہ زنا ہوگا - یہ ہے مغربی تہذیب اور یہ ہے مغربی نظام تعلیم جس کی پیداوار یہ فحش اور عریانی ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے لیکچروں اور اہم ملی تقاریب میں نام تو خداوند تعالیٰ - قرآن پاک اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا لیتے ہیں لیکن دل کا رشتہ ادھر سے ٹوٹ کر مغرب سے جڑ چکا ہے - ہم زبان سے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر مانتے ہیں لیکن دل سے ہمارا معاشیات کا پیغمبر کارل مارکس، سیاسیات کا پیغمبر میکیاولی اور سماجی اور نفسیاتی زندگی کا پیغمبر فرائڈ ہے - کارل مارکس کا پیغام یہ ہے کہ ہتھوڑے کی پے در پے ضربوں سے زبردستی معاشرہ کی اونچ نیچ ہموار کر دو - انسان کو حیوان کی مانند صرف کھانے پینے کی ضرورت ہے وہ قلب، روح اور باطنی اصلاح کا قائل ہی نہیں - میکیاولی کہتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ آپ ایماندار ہوں لیکن یہ انتہائی ضروری ہے کہ لوگوں کو آپ ایماندار نظر آئیں - فرائڈ کا پیغام یہ ہے کہ جنسی جذبات کو ہرگز ہرگز نہیں دبانا چاہیئے - ان کی کھلی تسکین ہی ذہنی صحت کی ضامن ہے -

موجودہ عالمی سیاسیات میں بد دیانتی اور معاشرتی زندگی میں بے راہ روی کے ذمہ دار میکیاولی اور فرائڈ کے نظریات ہیں اور دہریت پھیلانے کے ذمہ دار اولاً ڈارون موجد نظریہ ارتقا اور ثانیاً کارل مارکس بانی کمیونزم ہیں - یہ تمام باطل نظریات ہمارے تعلیمی اداروں میں سبقاً سبقاً پڑھائے جاتے ہیں - رقص اور موسیقی ہمارے تعلیمی نظام میں بطور اختیاری مضمون شامل ہیں - تمام موجودہ برائیوں کی جڑ ہمارا نظام تعلیم ہے - قزلباش صاحب نے جس محفل کا ذکر کیا ہے آپ اس کی تفتیش اور تحقیق فرمائیں اس تمام محفل میں ایک بھی شخص ایسا نہ ملے گا جو ہمارے دینی مدارس و مکاتب کا فارغ التحصیل ہو - سب کے سب ہمارے کالجوں کی پیداوار ہی ملیں گے - تمام خرابیوں کی جڑ ہمارا غلط و فرسودہ نظام تعلیم ہے جو میکالے نے ہمارے ذہنوں کو مغربی بنانے کے لئے رائج کیا تھا - موجودہ تمام خرابیوں کی جڑ ہمارا نظام تعلیم ہے جو غلط قسم کے بے راہ رو آزاد منش آدمی پیدا کر رہا ہے - موجودہ جنسی بے راہ روی، رشوت ستانی، اقربا نوازی، نا اہلی، بد دیانتی کو اگر دور کرنا مقصود ہے تو نظام تعلیم تبدیل کیا جائے - تفسیر، حدیث، فقہ کو غالب کیا جائے - کتابیں دوبارہ لکھی جائیں - معاشیات، نفسیات، سیاسیات اور دیگر مضامین میں مغربی نظریات جو قرآن پاک سے ٹکراتے ہیں کی تنقیط کی جائے - جس طرح امام غزالیؒ نے یونانی علوم کو پاش پاش کیا اور تقریباً ایک صدی تک یونانی فلسفہ اٹھ نہ سکا اسی طرح اب بھی مغربی باطل نظریات کے طلسم کو توڑا جائے - یہ باطل نظریات اور ان کی ہمارے کالجوں میں تعلیم ہمارے طلباء کو مذہب سے دور لے جا رہی ہے - ان نظریات کے برے اثرات کے پیش نظر اضلاع متحدہ امریکہ کے ایک صوبہ کی قانون ساز اسمبلی نے یہ قانون پاس کیا کہ ڈارون کے نظریات کو "انسان بندر سے ترقی کر کے انسان بنا ہے" کو تعلیمی اداروں میں نہ پڑھایا جائے - اور نہ ہی درسی کتابوں میں شامل کیا جائے - اس قانون کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی لیکن یہ اپیل مسترد کر دی گئی -

(پاکستان ٹائمز مورخہ ۷ مارچ ۱۹۶۰ء صفحہ ۹)

کیا ہمارے ممبران صوبائی اور مرکزی اسمبلی ایسا قانون پاس نہیں کر سکتے؟ اگر کر سکتے ہیں تو پھر دیر کس بات کی ہے - مقصد یہ ہے کہ ہمارے سکولوں کالجوں میں ایسے نظریات نہ پڑھائے جائیں جو طلباء کو قرآن پاک سے چھڑا کر بے دینی، بد دیانتی جھوٹ اور دہریت کی طرف لے جائیں اور ان کو جنسی بے راہ روی کا سبق پڑھائیں - مخلوط تعلیم کو کسی ادارہ میں کسی صورت میں اجازت نہ دی جائے - لڑکے لڑکیوں کا نصاب جداگانہ ہو - کوئی تقریب ایسی نہ ہو جو لڑکے لڑکیوں کی مشترکہ ہو - پردہ کا سختی سے انتظام کیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ خاطر خواہ نتائج پیدا ہوں گے اور معاشرہ تباہی کے غار میں گرنے سے بچ جائے گا -

طلبۂ حدیث کے لئے مژدۂ جانفزا

جامعہ رشیدیہ میں دورۂ حدیث کا اجراء

ملک کی مشہور دینی تربیت گاہ اور علمی درس گاہ جامعہ رشیدیہ ساہی وال میں شوال ۱۳۸۰ھ سے دورۂ حدیث کا آغاز ہو رہا ہے - شیخ الحدیث مولانا حافظ الحاج محمد عبداللہ صاحب رائے پوری، علامہ حافظ الحاج مولانا غلام رسول صاحب جالندھری مولانا حافظ مفتی محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدیر "بینات" اور دیگر مشاہیر حضرات تعلیم و تدریس کی خدمات انجام دیں گے طلبہ قبل رمضان درخواستیں بھجوا دیں - دیگر انتظامات مکمل، دارالحدیث اور مسجد کی تعمیر ہو چکی ہے جامعہ جدید دارالاقامہ میں تبدیل ہو چکا ہے -

فاضل رشیدی مدیر الجامعہ

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فاؤنٹین میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۳ جولائی ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۴)

تو وہ واقعہ مشہور ہے تاریخ میں، سیرت کی کتابوں میں، آپ سب دوست جانتے ہیں کہ یونس علیہ السلام کو مچھلی والا کیوں کہتے ہیں۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ میں ایک اشارہ کرتا جا رہا ہوں بعض لوگوں کو کچھ بیماریاں ہیں اللہ مجھے آپ کو ایسی بیماریوں سے پاک رکھے۔ اللہ ہمیں شفا بخشے اور جو ہمارے بھائی ہیں اللہ ان کو بھی بچائے۔ میرے بھائیو! ایک بیماری ہوتی ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق "تحقیق اور ریسرچ" کی، صحابہ کے کے متعلق "تحقیق اور ریسرچ" کی، اسلام کے بنیادی اصولوں کے متعلق "تحقیق اور ریسرچ" کی ـــ یہ باتیں اچھی نہیں ہوتیں۔ انبیاء علیہم السلام کے متعلق امت کا کوئی فرد کیسے بحث کر سکتا ہے؟ جن کے متعلق قرآن کا یہ فیصلہ ہے۔ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ (ص ۴۷) یہ ہمارے چنے ہوئے ہیں ان کو ہم نے پسند کر لیا ہے، جن کو خدا چن لے، ان کے انتخاب میں کوئی اعتراض کر سکتا ہے؟ اللہ نے انتخاب کیا کہ یونس میرا نبی ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ یونس میرے پیغمبر ہیں تو اب یونس علیہ السلام کے متعلق چہ میگوئیوں کا امت کے کسی بھی فرد کو حق پہنچتا ہے؟ قرآن نے فیصلہ فرمایا۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (الصّٰفّٰت ۱۸۱) نبیوں پر میرا سلام ہے تو اللہ سلام ایسے ہی نہیں دیتے۔ انبیائے کرام کے متعلق کسی قسم کا شبہ بھی میرے بھائیو! یاد رکھئے میری اس درخواست کو کہ ان چیزوں سے اعمال انسان کے ضائع ہو جاتے ہیں۔ یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق یا یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق جیسا کہ پہلے زمانے میں ایک فرقہ گزرا ہے جنہوں نے کہہ دیا تھا کہ سورت یوسف قرآن کا جزو ہی نہیں ہے کیونکہ اس میں یوسف علیہ السلام کا زلیخا کا واقعہ ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ــــ قرآن تو فرماتا ہے۔ الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ قف (یوسف ۱) خدا تعالیٰ تو عالم الغیب ہیں، پتہ تھا کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے میرے بندوں میں جو یہ کہہ سکیں گے۔ اس لئے قرآن نے پہلے ہی پیش بندی کے ساتھ فرمایا۔ الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ قف یہ قصہ نہیں ہے، یہ سٹوری (STORY) نہیں ہے، یہ کہانی نہیں ہے بلکہ آیات الکتٰب المبین ہیں۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ (یوسف ۳) یوسف تو میرے نبی ہیں (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) یوسفؑ کی پاکبازی زندگی کو اللہ نے بطور نمونہ پیش فرمایا کہ دنیا میں جن کو میں منتخب کر لیتا ہوں، جو میرے برگزیدہ بندے ہیں ان کی زندگی عملی اور اخلاقی اعتبار سے کتنی بلند ہوتی ہے۔

تو اسی طرح یونس علیہ السلام کے متعلق بھی کبھی کبھی ہمارے "واعظ دوست" بھی کہہ دیتے ہیں کہ "دیکھو یونس کو پکڑا" ــــ کس نے پکڑا بھائی؟ کیوں پکڑا؟ یونس نے کیا قصور کیا؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یونس علیہ السلام نے کیا کیا غلطی کی تھی؟ کوئی غلطی نہیں کی۔ بات صرف یہ تھی ــ یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کے رسول ہیں۔ قرآن مجید تاکید سے فرماتے ہیں۔ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (الصّٰفّٰت ۱۳۹) یاد رکھو ــ اِنَّ حرف تاکید، لَ حرف تاکید ــــ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ یونس یقیناً میرے رسولوں میں سے ہیں۔ سورت النساء میں جہاں نبیوں کی فہرست دی۔ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ (النساء ۱۶۳)

اس میں دیکھئے یونس علیہ السلام کا نام آتا ہے۔ یونس علیہ السلام کا نام نبیوں کی فہرست میں قرآن نے بیان فرمایا اور میں سمجھتا ہوں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حکمت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کا نام سورت یونس رکھا تاکہ یونس علیہ السلام کے متعلق آنے والا کوئی شخص کسی قسم کا اپنے کلام سے بدمزگی کا اظہار نہ کر سکے۔ یونسؑ اللہ کے رسول بھی ہیں اور رسالت کو آخر تک آپ نے پہنچایا۔ قرآن میں دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟ نبی کی شان کیا ہے؟ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ط (الاحزاب ۳۹) جن کو میں نبی مانتا ہوں وہ میرے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں، وہ میرے سوا کسی سے بھی نہیں ڈرتے، ان سے کوئی لغزشیں نہیں ہوتیں، ان سے کوئی غلطیاں نہیں ہوتیں، پھر خاص طور پر ادائے رسالت میں نبیؐ کوئی غلطی کر جائے؟ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ اللہ کا حکم ہے کہ اے نبی! کھول کر بیان کر جو تجھ پر نازل ہوتا ہے۔

تو یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، بابل اور نینوا میں

آپ کو مبعوث کیا گیا۔ ایک لاکھ یا کم و بیش آپ کے پیروکار تھے جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے۔ آپ کی جو امتِ دعوت تھی اُس کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔

اُمت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ یہ بھی درسِ قرآن ہے —— ایک ہے امتِ دعوت، ایک ہے امتِ اجابت۔ امتِ اجابت وہ ہے جو نبی کی پکار کو قبول کرلے، اُسے کہتے ہیں امتِ اجابت۔ ایک ہے امتِ دعوت، جس کو نبی پکارے۔ ساری دنیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر کے قیامت تک جتنے دنیا میں انسان پیدا ہوں گے یہ ساری امتِ دعوت ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب یہ فرمایا۔ قُلْ يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ط آپ اعلان کر دیجئے۔ "اے لوگو! اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ——" یہی مسئلہ ہے ختمِ نبوت کا، یہی دلیل ہے حیات النبی کی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔ نبی کا آنا اور ہے، نبی کا پیدا ہونا اور ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔ امام الانبیاء خاتم الانبیاء ہیں، امام الانبیاء سید المرسلین ہیں۔ اور امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کا کون مکلف ہے؟ ساری دنیا والے۔ دنیا کا آخری وہ انسان جس کے بعد قیامت بپا ہو جائے گی، آخری پیدا ہونے والا بچہ۔ وہ بھی مکلف ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے۔ ساری کائنات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امتِ دعوت ہے اور ہم خوش نصیب جنہوں نے پڑھ لیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ہم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اجابت ہیں، ہم نے حضورِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قبول کر لیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

تو حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ بابل اور نینوا کے علاقے میں آپ مبعوث ہوئے۔ آکر اپنی قوم کو سمجھایا مگر جیسے کہ قوموں کی عادت ہوتی ہے، قوم نے آپ کی مخالفت کی، تو یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہجرت کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلے۔ مگر چونکہ وہاں پر اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں تھا کہ آپ اس علاقے کو چھوڑیں، ہجرت کرنا سنت الانبیاء ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا میں ہر نبی نے ہجرت کی۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ (علق ۱) اور آپ کو آپ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا "اے اللہ کے ہونے والے نبی! (صلی اللہ علیک وسلم) یہ تو وہ خوشخبری ہے جو موسیٰ ؑ پر نازل ہوئی کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپ کو آپ کی قوم مکے سے نکال کر، تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ (بخاری میں آتا ہے) کیا مجھے یہ نکالیں گے مکے سے؟ —— مجھے تو یہ مُحَمَّدِ الصَّادِق کہتے ہیں (سچا محمد) مجھے تو یہ مُحَمَّدِ نِ الْأَمِين کہتے (امانتی محمد) مجھے نکالیں گے؟ تو ورقہ بن نوفل عرض کرتے ہیں کہ ہاں جس شخص نے وہ بات کی جو آپ فرما رہے ہیں، قوم اس کی مخالف ہوئی اور اسے قوم نے وطن سے نکال دیا۔ چنانچہ ہر نبی نے ہجرت کی۔ یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی اسی ارادے سے اپنی قوم کو چھوڑ کر نکلے، مگر ابھی تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوا تھا اس لئے آپ کو وہ جو مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا گیا اور وہاں پر آپ نے فرمایا۔ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ (الانبیاء ۸۷-۸۸) — تو یہاں پر آپ سے ادائے رسالت میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی نہ آپ نے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کے پہنچانے میں کسی قسم کا سُقم کیا۔

تو سورتِ یونس میں یونس علیہ السلام کی قوم کا حال آتا ہے کہ جس طرح قوم یونس آخری وقت میں مسلمان ہو گئی تھی اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارنے والے بھی آخر وقت میں مسلمان ہو جائیں گے۔ اس مناسبت اور ترتیب کے ساتھ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے سورتِ یونس کو سورتِ توبہ کے بعد رکھا۔ یہ ترتیب توقیفی ہے۔ توقیف کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ جو بات ہم تک پہنچی وہ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اس میں کسی قسم کا ردّ و بدل نہیں ہو سکتا۔ آج امت میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں پہنچتا —— جس ترتیب کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو ترتیب دیا۔ اس کو ماننا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے عملاً بھی اور عقیدے کے اعتبار سے بھی۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: اپنوں کو دوزخ سے بچا لو!

راہ کیوں نہ اختیار کی جائے؟

۱۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ! ہمیں دوزخ سے بچا۔

۲۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ط إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ط

اے اللہ! ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ بے شک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے۔ بے شک اس کا جائے قرار اور مقام بہت بُرا ہے۔

نوٹ: ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافروں کے سب نیک کام برباد جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہ ایک اللہ پر، اس کے رسولوں پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اور قیامت کے دن پر، تقدیر پر اور بعثت بعد موت پر دل سے یقین لائیں۔

فنا بقا

عبدالقیوم، محلہ شریف پورہ گوجرہ

جب سالک مسلسل ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے تو ذکر کی برکت سے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت شدت سے پیدا ہو جاتی ہے۔ ماسوا اللہ سے قلبی محبتی تعلقات کٹنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مال کی محبت اس کو وقت پر نماز با جماعت کے لئے دکان بند کرنے سے نہیں روکتی۔ بیوی کی محبت اسے بیوی کی قیمتی پارچات اور زیورات کی فرمائش پورا کرنے کے لئے رشوت لینے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ بچوں کی محبت اور دوسرے موانعات اس کو حج کی درخواست دینے سے نہیں روک سکتے۔ غرضیکہ وہ محبتِ الٰہی میں اپنا دل کھو بیٹھتا ہے۔ ہیبت اور عظمتِ الٰہی اس کے دل پر مسلط ہو جاتی ہے اور ذکر کرتے کرتے محبت اور رعبِ الٰہی کے سامنے اس پر بے خودی اور بے شعوری کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بے خودی اتنی شدید ہوتی ہے کہ انسان کے حواس خمسہ کام نہیں کرتے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بے خودی اتنی شدت اختیار نہیں کرتی۔ اس بے خودی کو غیبوبت کہتے ہیں۔ اس کیفیت میں انسان اپنے آپ کو غائب دیکھتا ہے اور معدوم پاتا ہے لیکن یہ معدومیت از جہت جذبہ ہے۔ صرف دل سے تعلق رکھتی ہے اور یہ کیفیت مستقل اور دائمی نہیں۔ اگر سالک مسلسل اپنے کام میں لگا رہے اور شیخ کی توجہات اس کے شاملِ حال رہیں تو یہ بے خودی اور غیبوبت کی کیفیت دل کے علاوہ تمام لطائف اور تمام بدن میں جاری و ساری ہو جاتی ہے۔ انسان تجلیاتِ الٰہی کا مورد و مظہر بن جاتا ہے۔ تجلی افکار کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان کو فعلِ الٰہی کے سوا اور کوئی فعل نظر نہیں آتا۔ تجلی صفاتی کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان صفاتِ الٰہی کے سوا اور کوئی صفت نہیں دیکھتا۔ کوئی صفت اپنے ساتھ منسوب نہیں کرتا۔ کوئی خوبی اپنے اندر نہیں دیکھتا۔ دید قصور اور اتہام نیت خود اس کی کیفیت ہوتی ہے۔ سب اچھائیاں اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسوب کرتا ہے اپنے آپ کو قصور اور عیب سے پُر دیکھتا ہے۔ خود بینی اس طرح مٹ جاتی ہے کہ اپنا نام بھی بھول جاتا ہے۔ بلبن کے دربار میں شان و شوکت دیکھ کر غیر ملکی سفیر بے ہوش ہو گیا تھا۔ عظمتِ الٰہی کے مشاہدہ سے سالک سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ایک بزرگ روزانہ اپنے خادم سے پوچھا کرتے تھے بھئی میں تیرا نام بھول گیا تیرا نام کیا ہے۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے استاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کا واقعہ بیان کیا ہے کہ کوئی صاحب فتویٰ لینے آئے۔ حضرت مولانا نے جواب لکھ دیا اور کاغذ اپنے پاس رکھ لیا۔ سائل کہنے لگا کہ حضرت اگر فتویٰ لکھ لیا ہے تو دے دیا جائے تا کہ میں چلا جاؤں گاڑی کا وقت قریب ہے۔ حضرت مولانا نے جواب میں فرمایا بھائی فتویٰ تو لکھ لیا ہے لیکن دستخط نہیں کئے کیونکہ مجھے اپنا نام بھول گیا ہے۔ سائل نے جواب دیا آپ کو محمد یعقوب کہتے ہیں حضرت نے جواب دیا ہاں درست ہے پھر فتویٰ پر دستخط کر کے سائل کے حوالے کیا۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی اور بیان کرتا تو میں مشکل سے یقین کرتا۔ لیکن یہ واقعہ عین میرے سامنے پیش آیا۔ غرضیکہ ماسوا اللہ کا نسیان اتنا ہو جاتا ہے کہ اگر تکلیف سے بھی یاد کرنے کی کوشش کرے تو دل کو ماسوا اللہ یاد آ ہی نہیں سکتا۔ دل ہمیشہ یادِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور انسان اپنے اندر دائمی استہلاک و اضمحلال کی کیفیت پاتا ہے۔ اپنے آپ کو دنیا کا بدترین انسان وجداناً ذوقاً اور کیفیتاً پاتا ہے۔ صرف کسر نفسی سے ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اپنے آپ میں سوائے قصور اور عیب کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ اپنے آپ کو ہمیشہ مضمحل اور معدوم دیکھتا ہے۔ تجلی ذاتی دائمی کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دائمی مشاہدہ الٰہی میں سالک غرق ہوتا ہے۔ فنا اور نیستی کی حقیقت دائمی طور پر اسے حاصل ہوتی ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ میں "رجوع انا را بر خود کفر مے داند" اس وقت استدلالی یقین کشفی یقین میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ احسان کا مرتبہ نصیب ہو جاتا ہے اسے رویت الٰہی تو نصیب نہیں لیکن کالرویت ضرور ہے۔ عین الیقین اس مرتبہ پر حاصل ہوتا ہے اس کیفیت کو فنا کہتے ہیں۔ اس کیفیت میں ایمان حقیقی نصیب ہوتا ہے جو زوال سے محفوظ ہے۔ یہ ایمان وجدانی ذوقی چیز ہے کہنے اور لکھنے میں نہیں آ سکتی۔ مطالعہ کتب سے بھی یہ ایمان حاصل نہیں ہو سکتا۔ لذت مے نشناسی بخدا تا نچشی۔ سیر الی اللہ کی انتہا یہاں تک ہے۔ حضور مع اللہ خواب میں بھی اور بیداری میں بھی حاصل ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت دائمی ہوتی ہے یہ موہبت محض ہے اور اس سے رجوع نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی دائمی یاد اور دائمی نصیب ہوتی ہے۔ اس مقام پر وہ ایمان حاصل ہوتا ہے جس کے بعد کفر کا وجود ہی نہیں۔ نفسی دعوائے انانیت سے تائب ہوتا ہے۔ رذائل نفسی دور ہوتے ہیں اخلاق حسنہ نصیب ہو جاتے ہیں۔ نفس کو شریعت کی مخالفت کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ سالک اپنی تمام مالوفات اور منتسبات سے خالی اور یکسو ہو جاتا ہے۔ لذاتِ نفس سے بیزاری حاصل ہوتی ہے۔ سالک جمیع ماسوا پر طاعاتِ الٰہی کو مقدم رکھتا ہے۔ دینی غیرت حاصل ہوتی ہے۔ جب دین دنیا کا ٹکراؤ ہوتا ہے سالک دین کو اختیار کرتا ہے۔ رویائے صالحہ نصیب ہوتے ہیں۔ فراست صادقہ، خشوع و خضوع اور مقبولیت دعا کے انعامات حاصل ہوتے ہیں۔ دوام آگاہی، دوام یادداشت اور دوام حضور مع اللہ حاصل ہوتا ہے۔ نماز میں اور نماز کے علاوہ ہر وقت باطن یادِ خدا میں مشغول رہتا ہے۔ اگر فنا کی کیفیت کو دوام حاصل ہو جائے تو بقا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص عین فنا میں باقی ہے اور عین بقا میں فانی ہے۔ اس بقا کی کیفیت میں اور اس مقام پر سالک کی صفات اور افعال مٹ کر صفات و افعال واجبی تعالیٰ سے متحقق ہو جاتی ہیں۔ علم ممکن فنا ہو کر علم واجب تعالیٰ و تقدس

سے بقا حاصل کرتا ہے علیٰ ھذا القیاس - اس مقام پر حق الیقین نصیب ہوتا ہے - مدہوشی اور سکر دور ہو جاتا ہے - فنا میں اخلاق کا انخلاع تھا - بقا میں تخلق ہے - باخلاق حسنہ وہاں بے ہوشی ، بے خودی ، بے شعوری اور سکر تھا یہاں کامل مکمل صحو ہے - وہاں علوم سکر آمیز تھے - یہاں علوم بالکل شریعت اسلامیہ کے مطابق ہیں - وہاں عین الیقین تھا یہاں حق الیقین ہے - اب امورات شرعیہ امورات طبعیہ بن جاتے ہیں - نفس میں ملکہ راسخہ حب مرضیات حق و بغض نامرضیات حق کا پیدا ہوتا ہے - بلاتکلف اعمال حسنہ و افعال محمود صادر ہوتے ہیں - ایسے شخص کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے - آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے - ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے - پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے یعنی کثرت نوافل سے جو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اس میں انسان کے تمام اعضاء و جوارح اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت ہو جاتے ہیں - ارادہ الٰہی انسان میں جاری ہو جاتا ہے القاء و الہام الٰہی سے ایسا شخص مشرف ہوتا ہے - ایسا شخص قطب ارشاد ہے اس کی نظر شفا ہے اس کا کلام دوا - اس کا باطن کلیتۂ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے - اس کا ظاہر کامل مکمل مخلوقات کی اصلاح کی طرف متوجہ ہے -

یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل - یہ فنائیت تامہ اور بقائے کامل سے مشرف ہوتے ہیں - یہ انعامات الٰہی مربوط ہیں - کثرت ذکر اتباع سنت و محبت و صحبت شیخ کامل سے - یہ وہی حضرات ہیں جن میں سے جب جاہ اور تمام اخلاق رذیلہ ختم ہو جاتے ہیں - اخلاص کامل حاصل ہوتا ہے لوگوں کو مدح و ذم ان کے لئے یکساں ہوتی ہے - ان کے لئے خوشی غمی ایک برابر ہو جاتے ہیں - استغنا امید و انعام حاصل ہو جاتا ہے - انا مٹ جاتی ہے - اپنے تمام کی مدت کو یہ حضرات اللہ تعالیٰ سے ملتی پاتے ہیں اپنا نام و نشان مٹا کر اپنے آپ کو نفی محض و عدم محض پاتے ہیں - یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ خداوند تعالیٰ سے متعلق و وابستہ ہے - تعلق مع اللہ ان کے لئے دائمی ہے - وہ ہمیشہ اپنے آپ کو دربار الٰہی میں حاضر پاتے ہیں اور باذن الٰہی مخلوقات کی اصلاح کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں -

بقیہ : ادارتی نوٹ

ہیں - اسرائیل نے گزشتہ کئی برسوں سے عربوں کے علاقے ہتھیائے ہوئے ہیں اور اس پر کسی قسم کا کوئی احتجاج اثر انداز نہیں ہو رہا - حتیٰ کہ سلامتی کونسل تک کی قرار دادوں کو اس نے ٹھکرا دیا ہے - جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ صرف طاقت کی زبان سمجھ سکے گا اور اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے صرف طاقت کی ضرورت ہے -

عربوں کی سب سے بڑی کمزوری ان کا داخلی انتشار ہے اور اسی وجہ سے وہ ہر مرتبہ ناکامی سے دوچار ہوتے ہیں - اگر وہ اپنی قوت مجتمع کر کے دشمن پر ہلہ بول دیں تو انشاء اللہ میدان انہیں کے ہاتھ رہے گا اور اسرائیل کو دم دبا کر بھاگتے ہی بنے گی - مگر بد قسمتی سے عرب آپس میں متحد نہیں ہو سکتے اور اب انہوں نے پھر طاقتور درندہ صفت اور بے حد منظم دشمن کے خلاف عربوں کے بین الاقوامی تعاون سے امیدیں وابستہ ہیں جس سے بظاہر کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے اور اس طرح وہ اپنے دشمن سے زک اٹھاتے ہی رہیں گے - اس وقت ہماری رائے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ عرب اپنی قوت جمع کر کے اور متحد ہو کر اسرائیل پر دھاوا بول دیں اور تخت یا تختہ کے اصول پر میدان میں آئیں - انہیں اس دن سے پہلے کہ اسرائیل ان کے خلاف جارحانہ اقدام کر کے انہیں نقصان پہنچائے خود جارحانہ اقدام کرنا چاہئیے اور غاصب اسرائیل کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہیے -

دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم کا وصال

بقیۃ السلف حضرت مولانا مبارک علی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند ۲۹ ر اگست ۶۸ء اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے - انا للہ و انا الیہ راجعون -

حضرت مولانا مرحوم حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور ۳۰ برس سے دارالعلوم کے نائب مہتمم تھے - آپ کی وفات سے کاروان شیخ الہند کا ایک اور حدی خواں دنیا سے چل بسا ہے اور اب دنیا میں صرف چند ہی نفوس ایسے ہوں گے جنہوں نے اس ذات گرامی کا دیدار کیا ہوگا اللہ تعالیٰ حضرت شیخؒ کی ان یادگاروں کو قائم رکھے اور جو دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں ان کے مقامات کو بلند سے بلند تر فرمائے آمین

ادارہ خدام الدین دارالعلوم کے اس غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے - آمین

قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ حضرت مولانا مرحوم کے حق میں ایصالِ ثواب فرمائیں -

بقیہ : پردہ کی اہمیت

حکموں کو ماننے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلنے میں ہے کیونکہ جو کسی کا خالق اور موجد ہوتا ہے - وہی اس کے استعمال اور طرز معاشرت کے اصول دے سکتا ہے - اسی طرح خدا نے اپنے کلام اور رسول کے ذریعے ہماری ترقی ، کامیابی اور طرز معاشرت کے اصول ہمیں عطا کئے ہیں - اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق کے لئے دنیا کا کوئی فرد یا کوئی ملک طرز معاشرت اور ترقی کے اصول نہیں دے سکتا اور ہاں اگر کوئی ان تمام حقائق کے باوجود اہل مغرب کی ترقی پر ریجھتا ہے تو ریجھے وما علینا الا البلاغ المبین -

جلسے

- مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ ضلع سرگودھا کا دوسرا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۴ / ۱۵ / ۱۶ ستمبر کو ہوگا - انشاء اللہ
- جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان کا سالانہ جلسہ ۳ ، ۴ ، ۵ رجب مطابق ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۶۸ بروز جمعرات ، جمعہ ، ہفتہ منعقد ہو رہا ہے - انشاء اللہ

★

بقیہ : خطبہ جمعہ

اتباع کو عملی جامہ پہنانا ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چلے بغیر کوئی شخص کامیاب نہیں ہو سکتا ہے

خلاف پیمبرؐ کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

المختصر ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کی زندگی کا اولین مقصد اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے بہترین طریق کار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا ہے۔

محترم حضرات! ہمارے شیخ و مرشد قطب العالم حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی زندگی کا مقصدِ وحید عبادتِ خداوندی اور اس کی رضاء کا حصول ہے۔ اس کے لئے کامل و اکمل دستور العمل قرآن کریم ہے۔ اور اس کی عملی صورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ ہے۔ گویا چلتا پھرتا قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور کتاب اللہ کی عملی شرح و تفسیر سنتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مقصود حاصل کرنے اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

بقیہ : مجلس ذکر

احسان اپنا اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام) کا سرٹیفکیٹ اللہ نے قرآن میں دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین کو مکمل کرکے دنیا سے تشریف لے گئے۔ پہلے دین کی تکمیل ہوئی بعد میں اللہ نے آپؐ کو طلب فرما لیا اور آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اگر دین میں ایک شوشہ بھی باقی ہوتا، اللہ کا رسولؐ واپس نہ جاتا اور جب اللہ تعالیٰ سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں کہ دین مکمل ہو گیا ہے تو پھر کسی کو کیا اختیار ہے کہ اس میں ایک شوشے کی بھی کمی بیشی کرے؟

اصل اور نقل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ مسلمانوں کے لئے بہترین اسوہ اور نمونہ ہے۔ ارشاد باری ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲۱ س الاحزاب آیت ۲۱)

ترجمہ: تمہارے لئے بھلی ہے سیکھنی چال رسول اللہؐ کی۔

جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں ان کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات منبع البرکات و بہترین نمونہ ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک معاملہ میں، حرکت و سکون میں نشست و برخاست میں، قول و فعل میں ان کے نقش قدم پر چلیں اور ہمت و استقلال وغیرہ میں ان کی چال سیکھیں۔ لیکن افسوس آج مسلمان اس نمونے کے مطابق اپنی زندگی کو نہیں ڈھالتے بلکہ خود ساختہ نمونوں کو اپنانے میں فخر خیال کرتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک مثال دیا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص نے کسی کو توے بنانے کے لئے دئیے۔ بنانے والے نے نمونے کے مطابق نہ کاٹے، اپنے خیال سے کاٹ لئے تو وہ چھوٹے رہ گئے۔ جب وہ لینے کے لئے آیا اور اس نے اپنے دئیے ہوئے نمونے سے ملا کر دیکھے تو کہا کہ یہ تو غلط ہیں کیونکہ یہ چھوٹے کٹ گئے ہیں۔ اس نے کہا بہت اچھا کل لے جانا۔ دوسرے دن اس اللہ کے بندے نے سوچا کہ یہ نقصان میں کیسے برداشت کروں گا اور یہ چھوٹے توے کس کو دوں گا؟ یہ مال کسی نہ کسی طریقے سے نکالو اور اپنا روپیہ برابر کرو۔ اس نے وہ نمونے کا توا اٹھایا اور وہ بھی چھوٹے تووں کے برابر کاٹ ڈالا۔ جب وہ گاہک آیا تو اس کو کہنے لگا "یہ ہے جناب کا نمونہ (ناپ تو اس نے بھی نہیں رکھا تھا) اور یہ ہیں ہمارے توے" اس نے کہا "جی اب بالکل ٹھیک ہیں"۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ہمارا پنجابی بناوٹی اسلام یہ ہے کہ ان تووں کی طرح بجائے اپنی زندگی کو اصل نمونہ کے مطابق بنانے کے قرآن کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج کہیں حدیث کا انکار ہے، کہیں سنت کا انکار ہے، کہیں فقہ کا انکار ہے، کہیں تصوف کا انکار ہے، کہیں مسلمان دجل و تلبیس میں مبتلا ہیں اور ان سب کو اپنے کئے کی سزا ملے گی۔

دعا اللہ تعالیٰ ہمیں اصل، کھرے اور محمدیؐ دین کا پیرو بنائے اور اپنی رضا کا تمغہ عطا فرمائے۔ آمین

پروگرام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

۱۴ ستمبر بروز ہفتہ شام بذریعہ خیبر میل روانگی برائے راولپنڈی۔ وہاں سے کوہاٹ۔

۱۵ ستمبر بروز اتوار: مسجد چھاؤنی والی کنگ گیٹ میں صبح درس قرآن ۹ سے ۱۰ بجے تک مدرسہ حسام الدین میں خطاب۔ بعد نماز ظہر بیعت واسباق وغیرہ۔ بعد نماز مغرب مجلس ذکر۔ بعد نماز عشاء جلسہ عام کی صدارت فرمائیں گے۔

۱۶ ستمبر بروز پیر: صبح روانگی برائے پشاور۔ مسجد قاسم علی خان قصہ خوانی میں قیام ہوگا۔

۱۷ ستمبر بروز منگل: صبح عوامی ایکسپریس سے نوشہرہ تشریف لے جائیں گے اور احمد عبدالرحمٰن صدیقی کے ہاں قیام ہوگا۔ اسی روز رات کو ۱۱ بجے واپسی برائے لاہور ہوگی۔ انشاء اللہ (حاجی بشیر احمد)

روحانی اجتماع

۱۶ ستمبر ۱۹۶۸ء بروز سوموار واہگہ سے متصل بھانو چک میں رات کو ایک عظیم الشان اجتماع ہوگا۔ جس سے مرشد کامل جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا بشیر احمد پسروری دامت برکاتہم خطاب فرمائیں گے

دعائے صحت

خدام الدین کے سب سے پہلے اور پرانے ایجنٹ صوفی نذیر قادری سیالکوٹی حال مقیم الہ آباد نزد وزیر آباد عرصہ سے علیل ہیں۔ قارئین خدام الدین ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحت عطا فرمائے آمین

دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم کا انتقال

مرکزی جمعیۃ اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری و جمعیت علماء اسلام لاہور کے ضلعی ناظم نشر و اشاعت مولانا قاری محمد شریف قصوری نے بقیۃ السلف حضرت مولانا مبارک علی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے انتقال پُر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے نہ صرف مسلمانان برصغیر پاک و ہند کے لئے بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم صدمہ اور ناقابل برداشت حادثہ قرار دیا۔ مولانا مرحوم نے طویل علالت کے بعد ۲۹ر اگست کی شب ایک بجے کے قریب ۸۸ برس کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم کا وطن نگینہ ضلع بجنور تھا۔ ۱۳۳۰ھ میں دارالعلوم دیوبند کی نیابت اہتمام پر تشریف لائے اور تقریباً ۳۸ برس تک دارالعلوم کی بے لوث انتظامی خدمات دیں۔ اور اس طویل زمانہ کو نہایت خلوص اور نیکنامی میں گذارا حضرت مرحوم کے یہی وہ محاسن و اصاف تھے جن کی وجہ سے دارالعلوم کے حلقے میں ہر شخص ان کے وصال سے سوگوار اور غمزدہ ہے۔ مسلسل علالت کے باوجود آخر دم تک آپ دارالعلوم کے ضروری امور انجام دیتے رہے اور دارالعلوم کی خدمت کے مخلصانہ جذبہ میں اس شیدائے دارالعلوم نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ پونے دس بجے دارالعلوم کے احاطہ مولسری میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ ساڑھے دس بجے حضرت مرحوم کو قبرستان قاسمی میں ان کے ان کے اساتذہ و اکابر کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔

آپ نے اس عظیم حادثہ پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اور اساتذہ و طلبا اور تمام پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے مغفرت اور جنت الفردوس میں درجات عالیہ کی دعا کی ہے اور ملک کی تمام دینی درسگاہوں کے منتظمین علماء کرام و قراء حضرات سے بالخصوص اور عامۃ المسلمین سے بالعموم مرحوم کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کی خصوصی درخواست !!!

خبر علالت

مولانا عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن پاکستان و نائب صدر تنظیم اہلسنت پاکستان پر پائیریا کا شدید حملہ ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ ۱۰ ستمبر سے ۱۰ اکتوبر تک ملتان میں حکیم محمد عالم صاحب کرنالوی کے زیر علاج رہیں گے۔ ان ایام میں احباب تبلیغی پروگرام کے متعلق موصوف کو مجبور نہ فرمائیں اور صحت کی بحالی کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔

(محمد عبدالخالق صدیقی خطیب جامع مسجد نہر والی مغلپورہ لاہور)

مولانا ہمدانی کے خلاف کیس

مولانا محمد اشرف صاحب ہمدانی خطیب گوجرانوالہ کے خلاف وہاڑی میں ایک تقریر کرنے پر دفعہ ۱۲۴ الف ت پ، ۲/۴ ج ۳ ڈی۔ پی۔ آر اور سپیکر آرڈی ننس کی خلاف ورزی کے الزام میں مقدمہ قائم کر دیا گیا ہے۔ حضرت مولانا ہائیکورٹ اور سیشن کورٹ ملتان کے احکام کے تحت عبوری ضمانت پر رہا ہیں۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ مولانا کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سرخرو فرمائے۔

تصحیح

خدام الدین مورخہ ۲۳ر اگست ۱۹۶۸ء بچوں کے صفحے میں "باپ بیٹے کی گفتگو" میں پہلی سطر حضرت نعمان کی بجائے حضرت لقمان پڑھا جائے۔

بچوں کا صفحہ

حضرت عاصمؓ کی شہادت

عبدالہادی، قلعہ گوجر سنگھ لاہور

حق و باطل کی آویزش ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ حق کو دبانے کی جتنی سعی کی گئی ہے وہ اتنا ہی ابھرتا چلا گیا ہے۔ باطل تو مٹنے کے لئے ہی آیا ہے۔ مایوسی و ناکامی اس کا وطیرہ ہے۔ دوام تو حق ہی کو حاصل ہے۔ امتحان و آزمائش کی اس نازک گھڑی میں حق و انصاف کی خاطر جہاد کرنے والے دائمی عظمت و عزت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ انہیں تو حق کی پُرخار وادی میں زخم کھانے میں ہی بے پناہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ یہ بات داعیانِ حق کے لئے نہایت ہی طمانیتِ قلب کا باعث ہوتی ہے کہ آخر وہ خدا تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر برسرپیکار ہیں۔ اور باطل کے خلاف اس جد و جہد میں دنیوی مفاد کو مطلق دخل نہیں حضرت عاصمؓ انہیں حسین جذبات سے سرشار مشرکین سے برسرپیکار تھے۔ خدا کے نام پر خاک و خون میں تڑپنے کی بے پناہ آرزو اُن کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی۔ خدا جانے وہ زخموں کی لذت کیسی تھی۔ کہ مصائب و تکالیف بھی ان کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں بلکہ گھٹنے ٹیک دئے۔

باطل کے خلاف اس جد و جہد میں حضرت عاصمؓ خدا تعالےٰ کی رضا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہتے تھے۔ رضائے الٰہی انہیں جانِ عزیز سے بھی پیاری تھی اور وہ صرف اسلام کی سربلندی کو مقدم رکھے ہوئے تھے۔

داعیانِ حق کفار سے برسرپیکار ہیں دونوں اطراف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہے۔ عذاب آخرت سے بے فکر انسانوں نے حق کو مٹانے کی سعی کی۔ لیکن ناکامی ہوئی۔ حضرت عاصمؓ بے پناہ جذبۂ جہاد سے سرشار اُن سے برسرپیکار تھے۔ جنھوں نے خدا کے نام لیواؤں کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کر دی تھیں۔ حضرت عاصمؓ کی دلی تمنا یہ تھی کہ جان چلی جائے لیکن اسلام پر حرف نہ آئے۔ خدا تعالےٰ کے دین کی سربلندی اُن کی زندگی کا آخری مقصد تھا۔ دل کا آئینہ گدلا ہو تو وہ جمالِ یار سے محروم ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو ظلمت و تاریکی کو دور کا واسطہ بھی نہیں۔ حضرت عاصمؓ انسانیت کے دَرد سے لبریز دل سینے میں چھپائے ہوئے تھے۔ اُن کے دل کے صاف و شفاف آئینے میں تو صرف رب کا نام منعکس ہو چکا تھا۔ اور دل کو طمانیت بھی خدا کے نام سے ہی میسّر آتی ہے۔ حضرت عاصمؓ کو زخم پر زخم لگ رہے ہیں۔ لیکن تکلیف کی شدّت اس حسین احساس میں گم ہے کہ رحمان و رحیم کی نظرِ خاص ان کی طرف اٹھی ہوئی ہے۔ اور خالقِ کائنات ان کی اس تکلیف سے واقف ہے۔ آہ و زاری تو وہاں کی جاتی ہے جہاں اس بات کا خدشہ ہو کہ اُسے میرے حال سے واقفیت نہیں۔ لیکن یہاں اس امر کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آخر جس ذات کی خاطر جان کی بھی پروا نہیں۔ وہ حقیقتِ حال سے واقف ہے، آہ و فغاں کی ضرورت ہی کیا ہے۔ حضرت عاصمؓ انہیں جذبات و احساسات سے معمور کافروں کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔

داعیِ حق حضرت عاصمؓ زخموں سے نڈھال ہو چکے ہیں۔ انہوں نے خدا کی رضا کے لئے جہاد کیا ہے۔ یہ امر کتنا باعثِ سعادت ہے کہ زخم خدا کے نام پر لگے ہیں۔ شدّتِ تکلیف اس لطیف احساس میں گم ہو چکی ہے کہ وہ خالقِ حقیقی سے خاک و خون میں لتھڑے ہوئے ملیں گے۔ آپؓ نے بارگاہ صمدیت میں ہاتھ اٹھا دئے۔ ان کی آواز شدّتِ جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"اے اللہ! حمد و ثنا آپ ہی کے لئے ہے۔ مصائب و آلام میں آپ ہی کو پکارا ہے ــــ رحیم و کریم اللہ! میرا آخری سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیجئے۔ اے اللہ! میں نے سنا ہے کہ کفار کا ارادہ میری کھوپڑی میں شراب پینے کا ہے۔ آپ ہی حفاظت فرمائیے۔ کیا اس کھوپڑی میں شراب پی جائیگی جہاں آپ کا کلام سما چکا ہے۔ مولا! یہ پاک کھوپڑی جہاں کلام اللہ محفوظ ہے، کہیں شراب سے لبریز نہ ہو جائے"۔

وہ مقامِ نیاز سے مقامِ ناز پر آ چکے تھے۔ اور انہیں خدا کی ذات پر کامل یقین تھا۔

خدا تعالیٰ کی رحمت عجز و انکساری سے پکارنے والوں کو محروم نہیں کرتی۔ محرومی تو وہاں ہوتی ہے جہاں کبر و غرور اور صرف ذاتیات کا جذبہ کارفرما ہو۔ دنیوی مفاد کو مدنظر رکھنے والے ناکامی و حسرت کا سامنا کرتے ہیں۔ قدرت حضرت عاصمؓ کی حفاظت کا ذمہ لے چکی تھی۔ جنگ کے خاتمے پر کفار حضرت عاصمؓ کی طرف ناپاک ارادت سے بڑھے۔ قدرت کی طرف سے ایک ادنیٰ مخلوق شہد کی مکھیوں نے نعش مبارک کے گرد گھیرا ڈال لیا تھا۔ کفار جس جانب سے بھی آگے بڑھتے وہ اس فوج کو مدافعت کے لئے تیار پاتے ناکام پیچھے ہٹ جاتے۔ حالات یہ گواہی دے رہے تھے کہ خدا کی ذات پر کامل یقین اپنے اندر وہ بے پناہ قوت رکھتا ہے جو زمانے کو اپنی پسند کے مطابق سانچوں میں ڈھال لیا کرتا ہے۔ کفار ناکام ہو کر اس خیال سے رُک گئے کہ رات ہوتے ہی مکھیاں چلی جائیں گی اور یہ موقع ان کے ناپاک اور مذموم ارادے کو عملی جامہ پہنانے کا ہوگا لیکن قدرت اس نعش مبارک کی حفاظت کا ذمہ لے چکی تھی رات بھر بارش ہوتی اور نہ جانے نعش بہہ کر کہاں چلی گئی۔ کفار کف افسوس ملتے رہ گئے۔ حضرت عاصمؓ شہید ہو چکے تھے اور رحمت خداوندی کی آغوش میں ہمیشہ ہمیشہ کے جا چکے تھے۔

رجسٹرڈ ایل ۔ نمبر ۶۰۲۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۶ ۶۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G ۸۸۲/۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۷۰ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	۱۱---۰۰
ششماہی	۶---۰۰
سہ ماہی	۳---۰۰
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۴۲---۰۰
بحری ڈاک	۱۱---۰۰
ہوائی ڈاک ششماہی	۲۱---۰۰
بحری	۶---۰۰
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۳---۴۰
بحری	۱۸---۸۰

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاکخانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن مینیجر)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر
چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع